Title – Aaina - E - Muhasin (Part - 2)
Creator – Murattibe Nafees Dulhan
Publisher – Muslim University (Aligarh).
Date – Not Available
Pages – 92
Subjects – Urdu Shayari - Intikhab ; Sherwani - Habib ur Rehman Khan.
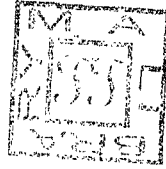
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالی جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا حاجی محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی مدظلہ العالی کی مشہور و ممتاز شخصیت کسی تعارف و ستائش کی محتاج نہیں۔ خاندانی عظمت، ملتِ بیضا کی خدمت و حمایت، علمی فضیلت اور عالمِ باعمل ہونے کے لحاظ سے وہ طبقۂ امرا و علما دونوں کے فردِ فرید مانے جاتے ہیں۔

ہر دل عزیزی کا یہ عالم ہے کہ ہر ایسی تقریب پر جس کا تعلق آپ کی گرامی ذات سے ہو سب طرف سے مبارک باد کا غلغلہ بلند ہوتا ہے اور ہر طبقے کے لوگ اپنے اپنے رنگ میں تہنیت ادا کرتے ہیں۔

عہدۂ صدر الصدوری پر فائز ہوئے تو دور و نزدیک کے مخلصین و احباب نے اردو، فارسی، عربی میں تہنیتی قصائد، قطعات اور رباعیات لکھ لکھ کر نذر کیں جو آئینۂ محاسن کے نام سے عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے بعد خطاب سے سرفرازی، توسیعِ خدمت

سفرِ حج سے واپسی وغیرہ کے موقعوں پر بھی ان تبرکی نظموں کے پھول برسائے گئے۔ محامدِ حبیب اخلاص وعقیدت کی انہی پھولوں کا گلدستہ ہے جس کو اربابِ سخن کے اعترافِ کرم اور اظہارِ تشکّر کے طور پر اب شائع کیا جا رہا ہے۔

نواب صاحب ممدوح کو اوائل سن سے علم و فن کے ساتھ طبعی لگاؤ تھا، انتہائی فارغ البالی اور مرفہ الحالی کے ماحول میں پرورش پانے کے باوجود آپ ہمیشہ علمی مشاغل میں منہمک رہے اور تحصیلِ علم کی دشوار گزار گھاٹیوں کو پورے شوق و استقلال کے ساتھ عبور کیا۔ علوم عربیہ کا بڑا حصّہ حضرت اُستاذ العلما مفتی محمد لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد رشید جناب مولانا محمد عبد الغنی خاں صاحب مرحوم رئیس قائم گنج ضلع فرخ آباد سے پڑھا جن کی فیضِ صحبت اور حسنِ تربیت نے استعدادِ فطری کے جوہر کو اور چمکا دیا۔ اس کے بعد بعض فنون کی تکمیل حضرت مفتی صاحب مغفور جیسے وحید العصر فاضل سے فرمائی۔ ان نفوسِ قدسیہ کے اثرِ صحبت، ذاتی شوقِ مطالعہ، اور مشغلۂ تالیف و تصنیف نے آپ کی وسعتِ نظر اور قابلیتِ علمی کو معراجِ کمال پر پہنچا دیا۔

آپ کی زندگی ابتدا سے اب تک خالص اسلامی زندگی کا قابلِ تقلید نمونہ رہی ہے۔ حسنِ اخلاق، اہلِ علم کی سرپرستی، خدمتِ خلق آپ کا دیرینہ شعار چلا آ رہا ہے۔ مسلمانوں کی علمی اور مذہبی ترقی کے لئے آپ نے اپنی گراں مایہ عمر کا بڑا حصّہ وقف رکھا۔ اس وقت بھی آپ ندوۃ العلما کے رکن رکین، مسلم یونیورسٹی کورٹ کے ممبر، اُس کی شاخِ دینیات کے صدر، اور مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے آنریری سکرٹری ہیں۔

نواب فضیلت جنگ حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب مرحوم صدر المہام امور مذہبی
کی رحلت کے بعد جب ان کی جانشینی اور شعائر اسلامی کے تحفظ کے لیئے ایک موزوں ترین
شخصیت کے انتخاب کی ضرورت داعی ہوئی تو آپ کے اتقا، اتباع شریعت اور علم و فضل
کی شہرت کی بنا پر اعلیٰ حضرت خسرو دکن خلد اللہ ملکہ کی جوہر شناس نظر نے اس عہدۂ جلیلہ پر
آپ کو مامور فرما کر اپنے حسنِ انتخاب سے مسلمانان ہند کے دل مسخر کر لئے۔ اس مہتم بالشان
عہدہ کے فرائض بارہ سال تک جس قابلیت سے آپ نے انجام دیئے اور مسلمانوں کی
مذہبی اصلاح اور اخلاقی ترقی کے لئے جو کچھ کیا اس کی تفصیل کے لیے ایک مستقل رسالہ چاہیے۔
عثمانیہ یونیورسٹی جو ایک امتیازی خصوصیت کی سرمایہ دار ہے اپنی آخری تشکیل و تکمیل
خصوصاً شعبۂ دینیات کے قیام اور الحاق میں آپ ہی کے پیہم دماغ سوزیوں کی رہین منت ہے
یہ کام صدر الصدوری کا جائزہ لیتے ہی بارگاہِ خسروی سے تمام و کمال سپرد ہو کر آپ کی رائے
اور صوابدید پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ یونیورسٹی کے مصلحت شناس تاریخ نگار اس کا ذکر کریں یا نہ کریں
لیکن یہ واقعہ اپنی جگہ پر ہے کہ تمام مراحل و منازل کو عبور کر لینے کے بعد آپ ہی کی آخری
عرضداشت پر بارگاہِ جہاں پناہی سے یونیورسٹی کو چارٹر عطا ہوا۔ ازروئے فرمانِ مبارک
اس کا افتتاح بھی آپ ہی کے دستِ مبارک سے ہوا۔ اور کئی سال تک اس کے سب سے
پہلے وائس چانسلر آپ ہی رہے۔ افتتاح کے وقت جو جامع اور مانع خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا
وہ آپ کی روشن خیالی اور ادبی قابلیت کا بہترین آئینہ ہے جو آخر دیباچہ میں درج ہے۔
اعلیٰ حضرت شاہِ دکن خلد اللہ ملکہ کو آپ کی معاملہ فہمی، دیانت اور بے لوث طرز عمل پر

اتنا اعتماد رہا ہے کہ جاگیرات پائیگاہ کے تصفیہ کے لیے جب ایک کمیشن کا تقرر اس صورت سے منظور فرمایا گیا کہ اس کے دو رکن دولت آصفیہ کے اعلیٰ عہدہ دار ہوں گے اور ایک رکن گورنمنٹ آف انڈیا کا نامزد، تو فرمانِ خسروی کے ذریعے سے اس کی رکنیت کی عزت آپ کو عطا ہوئی۔

نواب نظامت جنگ بہادر سابق وزیر سیاسیات کی یہ رائے مبنی بر حقیقت ہے کہ :

"نواب صدر یار جنگ کی لیاقت، استعداد، دیانت و متانت کا آدمی حیدرآباد تو کیا ہندوستان میں نہیں مل سکتا۔"

۱۳۴۰ھ میں جب آپ دارالعلوم دیوبند کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے تو مہتمم دارالعلوم کی حیثیت سے جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی نے جماعتِ علما کی طرف سے آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے آپ کی حق پرستی، پابندیٔ شریعت اور علمی فضیلت کا شاندار طریقہ پر اعتراف فرمایا، علمائے دیوبند کی طرف سے کسی ہستی کے ان اوصاف کا اعتراف گویا تمام ہندوستان کی علمی جماعتوں کا اعتراف ہے۔ یہی احترام آپ کو علمائے ندوہ کے حلقہ میں حاصل ہے۔

یوں تو آپ کی تصنیفات نہایت قابل قدر اور خوبی زبان و ادب کا بہترین نمونہ ہیں لیکن علمائے سلف اور نابینا علما بہت معرکۃ الآرا کتابیں ہیں جن سے آپ کی معلومات و مطالعہ کی وسعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شاعری کا ذوق اور مشق بھی دیرینہ و مکمل ہے، حسرت تخلص فرماتے ہیں، اردو و فارسی دونوں میں مشقِ سخن ہے۔ خمخانۂ جاوید میں آپ کا تذکرہ اور کلام شائع ہو چکا ہے۔ فارسی

غزلوں میں حافظ شیراز کا سوز و گداز، عذوبت و سلاست اور چستی و پختگی موجزن نظر آتی ہے۔

آپ کا کتاب خانہ شایقین علم کے لئے حیات کدہ ہے مختلف علوم و فنون کے صدہا مطلّا و مذہّب نایاب قلمی نسخے اس میں موجود ہیں، اور فارسی کا تو اتنا نادر اور مکمل ذخیرہ ہے کہ ہندوستان کے کسی کتاب خانہ میں بہ مشکل ملے گا۔

تحریر کی طرح تقریر میں بھی آپ کو کمال حاصل ہے، بیان نہایت دلچسپ فصیح اور عالمانہ ہوتا ہے۔ باریک سے باریک نکات کو عام فہم زبان میں بے تکلف ادا کرنے کا ملکہ قدرت نے خاص طور پر عطا فرمایا ہے۔

۱۳۴۴ھ میں بہ قصد حج و زیارت، حجاز تشریف لے گئے۔ سلطان ابن مسعود ملک حجاز نے بمبئی سے لے کر واپسی ہند تک جو احترام ملحوظ رکھا اور سفر و حضر میں راحت و آسائش کے لئے جتنا اہتمام کیا وہ کسی والی ملک کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔

۱۳۴۸ھ میں بعض مصالح کی بنا پر صدر الصدوری کے عہدۂ جلیلہ سے خود مستعفی ہو کر مراجعت فرمائے وطن ہوئے اور خسرو دکن خلد اللہ ملکہ نے ساڑھے سات سو روپئے ماہوار وظیفہ حسن خدمت سے سرفراز فرمایا۔

خاکسار

محمد عبدالحی خاں

جامعۂ عثمانیہ کا خطبۂ افتتاحیہ

حضرات ارکانِ مجلسِ اعلیٰ، معزز رفقا، دیگر معززین، اساتذۂ کرام اور عزیز طلبا!

آج کا مبارک دن ایک تاریخی دن ہے اور غرۂ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ کو اعلیٰ حضرت آصف جاہ سابع خسروِ دکن خلد اللہ ملکہ کے عہدِ ہمایوں کا وہ علمی کارنامہ شروع ہوتا ہے جو بفضلِ خدا صدیوں تک یادگار رہے گا۔ اس سرزمین میں مدتہائے دراز سے رودِ موسیٰ جاری ہے، جامعۂ عثمانیہ کا یہ چشمۂ فیض رودِ عیسیٰ بن کر مردہ دلوں کو زندہ کرنے اور جہالت کے مریضوں کو شفا بخشنے میں اعجازِ مسیحا دکھلائے گا جس طرح خلیفہ ہارون الرشید کے بیت الحکمۃ اور خواجہ نظام الملک طوسی کے مدارس بغداد و نیشاپور کے مدارس نظامیہ کا نام صدہا برس گزر جانے پر بھی آج تک روشن ہے، اسی طرح جامعۂ عثمانیہ کے دار الترجمہ اور درسگاہوں کے کارنامے صفحاتِ تاریخ کو صدیوں تک منوّر و درخشاں رکھیں گے۔

انشاء اللہ العزیز۔

حضرات! علم بہت بڑی نعمت ہے اور اس نعمت کو بنی نوعِ انسان میں پھیلانا

سب سے بڑا فیض ہے، تعلیم ملکی زبان میں ایک ایسا دل کش خواب تھا جو برسوں ہمارے ملک میں دیکھا گیا۔ مبارک عہدِ عثمانی کی کیسی برکت ہے کہ ہم اُس روح پرور خواب کی تعبیر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ؎

مہِ مصرست داغ از رشکِ مہتابے کہ من دیدم
زلیخا کور شد در حسرتِ خوابے کہ من دیدم

اعلیٰ حضرت خسروِ دکن خلد اللہ ملکہٗ کی سرپرستی میں مجلسِ اعلیٰ، رفقا اور اساتذہ کا یہ مجمع اس لئے قائم ہوا ہے کہ نعمتِ علم کو زیادہ سہل الحصول اور زیادہ سریع الفہم بنا کر (جس طرح حضور ملک معظم قیصرِ ہند نے اپنے شاہی پیام میں فرمایا تھا) "علم اور امید کی کرنیں غریبوں کی جھونپڑیوں تک پہنچا دیں"۔ یہ کام بہت مشکل تھا اور ہے، لیکن اعلیٰ حضرت کی شاہانہ سرپرستی اور توجہ، سرکارِ عالی کے محکمۂ تعلیمات کی جانفشانی اور ارکانِ دار الترجمہ کی محنت و عرق ریزی نے اس دشوار گزار مرحلہ کو اس قدر آسان کر دیا کہ آج ہمارا پہلا قافلہ بخیر و خوبی جادہ پیما ہوتا ہے، خدائے تعالیٰ اُس کو منزلِ مقصود تک صحیح و سلامت پہنچائے۔

جامعۂ عثمانیہ کی آئندہ نیک نامی اور کامیابی کا زیادہ تر دار و مدار اُس کے محترم اساتذہ اور عزیز طلبا کی کوششوں پر ہے۔ جامعۂ عثمانیہ کے حکام نے پوری کوشش لائق اور فاضل علما کے فراہم کرنے میں کی ہے۔ اور منشورِ خسروی نے علومِ ظاہری کے ساتھ علمِ دین اور اخلاقیات کو لازم قرار دیا ہے۔ لہذا یہ توقع بالکل بجا ہے کہ ہمارے اُستادوں کی تعلیم میں علومِ جدیدہ کی وسعت اور نئے اعلیٰ اصولِ تعلیم کے دوش بدوش قدیم استادوں کی شفقت و

دل سوزی اور متانت و وقار کا جلوہ ہمیشہ نمایاں رہے گا اور ہمارے عزیز طلبار کی پیشانیوں میں مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ ساتھ ادب و سعادت کا نور ہمیشہ تاباں رہے گا جو تعلیم قدیم کا سرمایۂ ناز ہے اور اس طرح جامعۂ عثمانیہ کی تعلیم قدیم و جدید دونوں تعلیموں کی برکتوں اور خوبیوں کا مجموعہ ہوگی اور اس کے شاندار نتائج چار دانگ عالم میں اپنا کوسِ عظمت بجائیں گے ؎

یارب ایں آرزوئے من چہ خوش ست
تو بدیں آرزو مرا برساں

اب میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اعلیٰ حضرت خسروِ دکن میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع کو سالہائے دراز تک صحت و قوت کے ساتھ صراطِ مستقیم اور تختِ سلطنت پر قائم رکھے اور ان کے اعزاز و جاہ و اقبال میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور خاندانِ شاہی کو باصد جاہ و جلال اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی
نائب امیر جامعہ عثمانیہ

پنج شنبہ غرۂ ذی الحجہ
۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تہنیت سرفرازیِ خطاب از پیش گاہِ اعلیٰ حضرت خسروِ دکن خلد اللہ ملکہٗ

از جناب نواب فصاحت جنگ بہادر حافظ جلیل حسن صاحب جلیلؔ استادِ خسروِ دکن

زیبا ہے آپ ہی کے لئے صدرؔ کا خطاب — اے صدرِ دیں فریدِ زمن صدر یار جنگ
علم و عمل میں فقہ میں تقوے میں زہد میں — ہیں آپ ہی وحیدِ زمن صدر یار جنگ
خطِ جلی میں ہے ورقِ روزگار پر — لکھا ہوا "سعیدِ زمن صدر یار جنگ"

تاریخ اس خطاب کی ہے ہدیۂ جلیلؔ
"علامہ رشیدِ زمن صدر یار جنگ"

۱۳ ھ ۴۱

از جناب محمد عبد الحمید خاں صاحب پروفیسر فارسی عثمانیہ یونیورسٹی کالج

اے آں کہ ہست ذاتِ تو مر شرع را قوام — دین یافتہ ز رائے رزینِ تو انتظام
اندر دکن بوجہ حسن صدر یار جنگ

آنی کہ شد ز ذکرِ تو آفاق پُر صدا آنی کہ شہد مدح و ثنائے تو خلق را
شیریں نمود کام و دہن صدر یار جنگ!

آنی کہ از جبینِ تو نورِ خدا عیاں واندر دلِ کریم تو حُبِّ نبی نہاں
ہمچو دلِ اویس قرنؓ صدر یار جنگ!

بگزید مر ترا نظرِ دوربابِ شاہِ کو ملک راست پشت و پئے دین حق پناہ
عثمان علی شاہِ زمنؒ صدر یار جنگ!

طلبید و کرد مسندِ ملّت مقام تو داده زمام دیں بہ کفِ انصرامِ تو
تا باشد از تو سدِّ فتن، صدر یار جنگ!

بردی چو رنجہا پئے نشرِ علومِ دیں کردی چو سعیہا بہ قیامِ رسوم دیں
از جان و دل بسرّ و علن، صدر یار جنگ!

بر اوجِ عزّت و شرفِ دیگرت نشاند بر تر کشید پایۂ قدرت، ترا چو خواند
جمجاہ شہریارِ دکن "صدر یار جنگ"

در فکرِ سال ایں شرفِ تازہ بد حمیدؔ ناگہ بگوشش از لبِ ہاتف ندا رسید
"صدرِ صدورِ ملکِ دکن صدر یار جنگ"

۱۳۳۶ھ + ۵
۱۳۴۱ھ

از جناب حافظ محمد احسن صاحب شوقی رائے بریلوی

حبذا صدر یار جنگ چو شد شیر یزداں جنابِ شروانی
یعنی صدر الصدور عالی جاہ مولوی حبیب رحمانی
از حضورِ شہِ فلک رفعت رحمتِ ملک و ظلِّ سبحانی
باد میموں مبارک و مسعود ایں خطابِ عطائے سلطانی

گفت شوقی سنہ سرافرازی
اوجِ کوکب خطابِ عثمانی

۴۱ ھ ۱۳

از جناب مولوی سید اشرف علی صاحب اشرف مفتی بلدہ

صدّیق نے دیا ہے صداقت میں ان کو رنگ
فاروق نے سکھائے عدالت کے خوب ڈھنگ
شیرِ خدا نے قوّتِ بازو سے دی مدد
عثمانؔ سے خطاب ملا صدر یار جنگ

از جناب سیّد اطہر حسین صاحب حیدرآبادی

شد از شہِ دکن چو سرافرازیِ خطاب ہر دل شگفت و واشدہ چوں غنچہائے تنگ
صدر الصدور محکمۂ احتساب ہم برجائے خویش برد ازیں لطف خاص رنگ
ہجری بست سال ازلبِ ہاتف بہ یادگار
نامی خطاب پاک زہے صدر یار جنگ

۴۱ ھ ۱۳

از جناب مولوی غلام محمد صاحب خطیب مکّہ مسجد حیدرآباد

ایکہ در عالم بہ نیکی نامِ تو مشہور باد ذکرِ تو در بزمِ پاکانِ جہاں مذکور باد
تا جہاں را نقش باشد نامِ بر لوحِ وجود حرفِ احسانِ تو بر لوحِ زماں مسطور باد
در حریمِ قربتِ یزداں عبادت گاہِ تو بہرِ انوارِ تجلّی ہم عنانِ طور باد

ماہِ کامل از بپوشد روے خود را باک نیست — روشن از انوارِ روے تو شبِ دیجور باد

ہر شرف کز پردۂ تقدیر می آید بروں — در حصارِ ہمّتِ تو جاوداں مستور باد

چشمِ الطافِ تو باد ا دیدبانِ بیکساں — دستِ فیضِ تو مسیحاے دلِ رنجور باد

در معائیکہ فکرِ عاقلاں ششدر بود — کمترین فکرِ تو در تشریحِ آں منصور باد

اعتمادِ راے تو خواہد کہ در ہر مشکلے — انچہ منظورِ تو باشد شاہ را منظور باد

مرگ خود می خواست حاسد من جانش خواستم — تا کہ در اقبال و جاہت زندہ درگور باد

سعیِ تو چنداں کہ باشد ہر کارِ دیں بود — پیشِ داور روزِ محشر سعیِ تو مشکور باد

گاہ در ذکر و عبادت گاہ در فکرِ عباد — دائما اوقاتِ تو یارب چنیں معمور باد

از نفاذِ امرِ تو پیدا بود سرِّ قضا — معنیِ لفظِ قدر در راے تو مسطور باد

مقتضاے طبعِ تو چوں محض نیکوئی بود — ہر چہ در امکاں بود عزمِ ترا مقدور باد

بر مرادِ جودِ تو گر عالمے را زر دہند — ہر گدائے بے نشاں قارونِ صفت گنجور باد

با عروجِ دنیوی ہم پیشواے دین تقی — نامِ تو بر صفحۂ ہستی بزر مسطور باد

حلِّ ہر مشکل کنی آساں بوقتِ اختلاف — راے تو در کارِ ملت رہبرِ جمہور باد

دولت و اقبال را باشد بہ بخت تو قراں — وز رخِ ایّامِ تو گردِ حوادث دور باد

نیک خواہِ تو سزاوارِ نعیمِ خلد باد — بدسگالِ تو بپاداشِ عمل مقہور باد

چہرۂ اقبالِ تو تاباں بود چوں آفتاب — گر ز خفاشی نہ بیند خصمِ تو معذور باد

از خطا عاری بود فکرِ صواب اندیشِ تو — نکتۂ تحقیقِ تو بہرِ عمل دستور باد

این خطاب از شہ مبارک باد وہر روز تت چنیں
دل بنقدِ کامرانی خرّم و مسرور باد

ازجناب مولوی محمد عبدالجبار خاں صاحب آصفی - مددگار معتمد صرفِ خاص شاہی

دادند دوش مژدہ کہ شد صدریار جنگ — شروانیِ گزیدۂ اعیانِ روزگار

از اعتلائے پایہ ازیں پیش در دکن — صدرالصدور بود بفرمانِ شہریار
بر پایۂ صدارتِ عالیہ اش فزود — ایں پایۂ خطاب شرف بخش کردگار
گفتم بہ اہلِ ہوش کہ شہ قدردانِ اوست — باشد چنیں مراتبِ خاصانِ شہریار
درہند بحرِ دولت او موجزن بود — اندر دکن بود ز علومش رواں بحار
از دستگاہِ دولت و سرمایۂ علوم — باشد شہیر در ہمہ اعیانِ نامدار
باشد حبیبِ حضرتِ رحمٰن زحسنِ خلق — دارد نظر بطالعِ او لطفِ کردگار
ایں خدمتِ صدارتِ عالیہ دیں خطاب — زیباست با وجاہتِ نوابِ نامدار
آنرا کہ عزِّ دولت و جاہ و حشم بود — برتر بود بعزّتِ دیں از ہمہ کبار
در کشورِ دکن ز حکیمانہ رائے وے — محکم بنائے شرعِ متین است استوار
ہنگامِ وعظ خود بہ مجامع ہمی کند — از پاسِ شرع آگہی از حکمِ کردگار
نطقش گواہِ قوّتِ درّاکہ اش بود — جائے کہ از بدیہ مضامین ست لکچرار
دنیا محلِّ عبرتِ اہلِ نظر بود — او راست از حقایقِ کونیہ اعتبار
از قاضیِ وقار بود بر تجلّ دہر — بر حلمِ او شہادتِ تمکین کوہسار
فتوٰی نویس زہد باصلاحِ نفسِ خلق — از پاسِ امرِ شرع بہ نہیش نہد مدار
علّامۂ زمانہ و فہّامۂ بود — کز علم و فہم اوست بعلم و حکم فخار
در سینہ اش بحارِ علوم اند موجزن — می افگند بہ موجِ نفس دُرِّ شاہوار
ذاتش کہ مظہریست شیونِ کمال را — بینی صفاتش آئینۂ سرِّ کردگار
عقلش کلیدِ قفلِ درِ مفصلاتِ علم — فکرش بہ فتحِ بابِ عویصات دستیار
تہنیتِ خطابِ ہمایونش آصفی — گویند از طرب چہ صغار اند و چہ کبار

یارب ز حادثاتِ زمانش نگاہ دار
چشمِ بدش مباد ز حسّادِ روزگار

از جناب محمد حبیب الدین صاحب صغیر اہلکار محکمۂ امورِ مذہبی سرکارِ عالی

صد شکر ہے دکن میں عجب شانِ مذہبی — ہر قصر سے بلند ہے ایوانِ مذہبی
شاہِ دکن کی خاص توجہ سے آج کل — ہر طرح سے درست ہیں سامانِ مذہبی
دل بستگی ہے شاہ کو مذہب سے اس قدر — جاری ہمیشہ ہوتے ہیں فرمانِ مذہبی
کیوں کر نہ بلبلانِ مذاہب کو ہو خوشی — آباد ہے دکن میں گلستانِ مذہبی
بازارِ کائنات میں دیکھو جو غور سے — چلتی دکاں ہے ایک ہی دکّانِ مذہبی
ہیں عرصہ ہائے کارِ جہاں اک سے اک وسیع — لیکن بڑا وسیع ہے میدانِ مذہبی
مذہب کا جس کو عشق ہے کچھ اس کو لطف ہے — ہے درد ہی میں لذّتِ درمانِ مذہبی
واقف ہیں اہلِ دل کہ کتابِ الست کا — دیباچہ ہے عبارتِ عنوانِ مذہبی
سارے جہاں میں ذرّہ نوازیِ شاہ سے — ہے روشنیِ مہرِ درخشانِ مذہبی
ہیں مذہبی فیوض سے لاکھوں ہی فیض یاب — پھیلا ہوا جہاں میں ہے فیضانِ مذہبی
مذہب کا خاص ہے شہِ ذی جاہ کو خیال — کہنا بجا ہے اس کو ہی سلطانِ مذہبی
پہلے یہ کب تھی محکمۂ مذہبی کی شان — پہلے کب اتنا جمع تھا سامانِ مذہبی
کب تھا وزیرِ محکمۂ مذہبی کوئی — کب کوئی حکم ہوتا تھا شایانِ مذہبی
کب مذہبی امور کی شہرت تھی ملک میں — تھا کون ایسا طابعِ فرمانِ مذہبی
ادنیٰ کرشمہ ہے شہِ عثماں کے عہد کا — رشکِ چمن بنا ہے بیابانِ مذہبی
اب مذہبی کے حکم پہ جھکتی ہیں گردنیں — ہے سب کے دل میں وقعتِ اعلانِ مذہبی
رحمٰن کے حبیب ہیں اب مذہبی کے صدر — یہ روحِ مذہبی ہیں یہی جانِ مذہبی
ہیں مذہبی امور کے موزوں یہ ہر طرح — اوصاف سے ہے جن کے عیاں شانِ مذہبی
قدسی صفات اور تقدس مآب ہیں — سچ تو یہ ہے کہ ہیں یہی شایانِ مذہبی

واعظ ہیں نیکیوں کا سراپا نمونہ ہیں
ہے ان کے دم سے رونقِ دیوانِ مذہبی

منصف مزاج و خلق مجسّم ہے ان کی ذات
سب خوش ہیں ان سے پیر و جوانانِ مذہبی

ہیں ہم زبان ان کے ہی سب مجلسہ کے لوگ
ہیں ہم خیال ان کے سب ارکانِ مذہبی

اختر ہیں معتمد تو مددگار نجم ہیں
دونوں ہیں نورِ مہرِ درخشانِ مذہبی

مذہب کے خیر خواہ بہی خواہِ ملک ہیں
پوشیدہ ان کے دل میں ہے ارمانِ مذہبی

ہے صدر انجمن کا ہی آئینہ انجمن
وہ جسمِ مذہبی ہیں یہ ہیں جانِ مذہبی

کیوں کر نہ رائے معتمدی کی لطیف ہو
پاکیزہ پاک دل ہیں مشیرانِ مذہبی

ہے صدرِ مذہبی کی یہ سب نیک نیتی
ہمدرد مذہبی ہیں جو ارکانِ مذہبی

کیوں کر نہ ان کا شاہ کو ہر کام ہو پسند
محنت سے کام کرتے ہیں ارکانِ مذہبی

شہ نے خطاب ان کو دیا صدر یار جنگ
شان ان کی کیا بڑھی کہ بڑھی شانِ مذہبی

ہیں جمع آج جشنِ عطائے خطاب میں
عمّالِ مذہبی مع ارکانِ مذہبی

بیخود مئے خوشی سے ہیں کرتے ہیں شکر شاہ
ہیں شاد کام بادہ پرستانِ مذہبی

اے صدرِ مذہبی ہو مبارک تمھیں خطاب
کام آئی اب دعائے گدایانِ مذہبی

کس منہ سے یہ صغیر ثنا آپ کی کرے
ہیں آپ ایک مہرِ درخشانِ مذہبی

ہوں خانہ زادِ مذہب و ملت قدیم سے
سایہ فگن ہے مجھ پہ بھی دامانِ مذہبی

خدماتِ مذہبی سے تعلق مجھے بھی ہے
ہوں میں شریکِ حلقہ بگوشانِ مذہبی

بچپن سے مجھ صغیر کو مذہب کا عشق ہے
پیوستہ میرے دل میں ہے پیکانِ مذہبی

مجھ کو بھی حق ہے آپ کی مدحت سرائی کا
اجداد تھے مرے بھی ثنا خوانِ مذہبی

رونق فزائے انجمنِ مذہبی ہیں آپ
سرسبز آپ سے ہے گلستانِ مذہبی

اصلاحِ مسلمیں کی نہ کیوں آپ کو ہو فکر
ہوتی ہے اس سے قوتِ ایمانِ مذہبی

سارے دکن کے اہلِ مذاہب ہیں اپنے خوش
سب پر ہے نورِ نیّرِ تابانِ مذہبی

اعدائے مذہبی سے بھی آگاہ آپ ہیں
ہیں آپ کی نظر میں محبّانِ مذہبی

سب کی خبر ہے آپ کو سب جانتے ہیں آپ
جس حال میں ہیں گوشہ نشینانِ مذہبی

اب آپ پر ہی اہلِ مذاہب کی ہے نظر
اب آپ ہی کے ہاتھ ہے میدانِ مذہبی

اونچی دکان والوں کا سب راز کھل گیا
خانہ نشیں ہیں دین فروشانِ مذہبی

سررشتۂ امور مذاہب کے آپ صدر
ہیں آپ ہی تو باعثِ احسانِ مذہبی

سرتاج مذہبی ہیں خدا رکھے آپ کو
ہے نام آپ کا سرِ دیوانِ مذہبی

بس ختم کر صغیر دعا حق سے مانگ اب
قایم رہے یہ مہرِ درخشانِ مذہبی

قطعہ تاریخ

رحمٰن کے حبیب کو شہ نے دیا خطاب
کیوں کر نہ سب کے دل میں مسرت کی ہو امنگ

کہہ دے یہ تو بھی مصرعِ سالِ خوشی صغیر
صدرِ امورِ ملک لقب صدر یار جنگ

۱۳ ھ ۱۴

از جناب قاضی محمد حسین نواز خاں صاحب قاضی بلدہ اورنگ آباد

آج کیوں اتراتی آئی ہے صبا
آج گلشن کا نرالا کیوں ہے رنگ

ہر طرف نغمہ سرا ہیں بلبلیں
ہر طرف بس ہے نیا نغمے کا ڈھنگ

ہر طرف غل ہے مبارک باد کا
ہر طرف سب کھیلتے ہیں آج رنگ

ہر طرف ہے بلبلوں کا جمگھٹا
ہر طرف گل بھی کھلے ہیں رنگ رنگ

ہر طرف شاخیں جھکی بہرِ رکوع
ہر طرف یا ربّنا کا شور و شنگ

ہر طرف ہر شخص ہے محوِ سرور
ہر طرف مستِ چمن دل کی امنگ

ناکہ گلشن کا جو روکے ہے صبا — آنہیں سکتی خزاں ہو راہ تنگ
پانی پیتے ہیں برابر ایک گھاٹ — شیر بکری میں نہیں اب ہوتی جنگ
اک زمانہ محوِ حیرت جس سے ہے — ایک عالم دیکھ کر جس کو ہو دنگ
کون آیا ہے خوشی کس بات کی — مذہبی دنیا میں کیوں ہو شور شنگ
میں نے گلشن میں صبا سے یہ کہا — ہو یہ سب کس کی بدولت آج رنگ
مست ہے کیوں آج گلشن میں ہر ایک — تو۔ وہ خوش ہو کر یہ بولی بے درنگ
بس وہی رحمٰن کے ہیں جو حبیب — ہے انھیں کے جشن کا یہ شور شنگ
یہ بھی سن لو ہیں وہ کس سے فیض یاب — یہ بھی سن لو وہ کہاں سے لائے رنگ
ظلِ سبحاں میر عثمانِ علی — غیرتِ دارا جو ہیں رشکِ فرنگ
عمر اور اقبال اس کا ہو فزوں — ہے انھیں کے فیض سے سارا یہ رنگ
طول سے کیا فائدہ کلکِ زباں — بلکہ یہ دل سے دعا کر بے درنگ
دین و دنیا میں رہیں صدر الصدور — ہر جگہ ایسا نیا لائیں یہ رنگ

ہے لکھی بے مثل تاریخ خطاب
زینت الدارین صدرِ یار جنگ

۱۳ ف ۳۲

از جناب سید شاہ یحییٰ صاحب قادری الموسوی سجادہ نشین حضرت شاہ موسیٰ قادری رحمہ اللہ

صدرِ بزمِ اتقا صدر الصدور — ذی ہمم بحرِ کرم والا جناب
دودمانِ علم کے چشم و چراغ — آسمانِ تمکنت کے آفتاب
آپ نے پایا خطابِ ارجمند — بے عدیل و بے نظیر و لاجواب

صدر اوّل میں ہے آخر یار جنگ ہے یہ سلطانِ دکن کا انتخاب
نذر ہے تاریخ یہ سرور کی
شاہِ آصف سے ملا عالی خطاب
۱۳ ھ ۴۱

از جناب ریاض الدین علی صاحب صدّیقی "ریاض"

از راہِ دیں جو عزتِ دنیا ملے ریاض رکھتی ہے دو جہان میں وہ ایک خاص رنگ
یعنی وہاں کا حال دکھا دیتی ہے یہاں سمجھو اک آئینہ ہے نہیں جس پہ کوئی زنگ
چیز ہے کہ بے سوال رسد دادہ خدا ہے میرے خدا کے دین کے ہیں لاجواب ڈھنگ
شاہی خطاب سن کے یہ میں نے شگوں لیا
حضرت جہادِ نفس کے ہیں صدر یار جنگ

تہنیتِ سرافرازی توسیعِ خدمت از پیشگاہِ اعلیحضرت شاہِ دکن خلّد اللہ ملکہ

از جناب مولوی محمد عبد الحمید خاں صاحب پروفیسر فارسی عثمانیہ یونیورسٹی کالج

منّت خدائے را کہ ز فضلِ عمیم او | دل را رسید گوہرِ مقصد دگر بہ چنگ

شد بہرہ یاب عزّتِ توسیعِ خدمتش | صدر الصدورِ ملکِ دکن صدر یار جنگ

پایندہ باد دولت و بختِ جوانِ او | چنداں کہ آسمان و زمین را بود درنگ

جاہش مدام و کارِ جہانش بکام باد | آید ہمیشہ پائے بد اندیشِ او بسنگ

سالش حمید از لبِ ہاتف بگوش خورد

”صدرِ صدورِ ملکِ دکن صدر یار جنگ“

ایضاً

اے شاہِ سکندر بخت، اے ثانیِ افلاطوں | اے مایۂ صد نازِ دارائی و دانائی

مذہب کا گلستاں تھا پژمردہ مگر نوبت | اورنگ نشینی کی جس دم کہ تری آئی

تو ابرِ کرم بن کر اس باغ پہ یوں برسا | ہر نخل ہوا تازہ، ہر شاخ ثمر لائی

تھا مدِّ نظر لیکن، شاداب یہ ہو اتنا | ہو دیدہ فروز اس کی سرسبزی و رعنائی

خدمت تھی بہت نازک، موزوں نہ ملا کوئی | تب ہند کی اک شایاں ہستی تجھے یاد آئی

شاہا، ترا کیا کہنا وہ ذات چنی تو نے | مشہور و مسلّم ہے جس کی چمن آرائی

دربار سے جب تیرے پہونچا یہ پیام اس کو | ”شمشاد خراماں کن تا باغ بیارائی“

شیدائیِ مذہب تھا علامہ شروانی   لبیک کہا جوں ہی اُن تک یہ صدا آئی
دنیا کی وجاہت کا طالب وہ نہ تھا ہرگز   خالق کی رضا جوئی صرف اس کو دکن لائی
اس بندۂ حق جو نے وہ کام کیے آکر   جن سے چمنِ ملت میں تازہ بہار آئی
اخلاص بھرے دل سے ہر نخل کو یوں سینچا   ہر لب سے سُنی تحسیں ہر دل میں جگہہ پائی
کیوں کر نہ پھلے پھولے کیوں ہو نہ ترو تازہ   وہ باغ جسے سینچیں شروانی و مینائی
شہ نے بھی نہ کی کوئی اعزاز میں کوتاہی   پہلے تو خطاب آیا بارفعت و زیبائی
اب لطفِ شہانہ سے شوّال کی گیارہ کو   توسیعِ دو سالہ سے کی مرتبہ افزائی
اس حق کے فدائی کی توسیع جو کی شہ نے   حق میں ہوئی مذہب کے اک اور مسیحائی

اقبال ہو دن دونا اے شاہِ دکن تیرا
دولت کی ہے تیرے قدموں پہ جبیں سائی

ایضاً

ہے طبیعت میں آج جولانی   نظم لکھتا ہوں ایک لاثانی
سُن لے اس کو کہیں جو خاقانی   ہو کے رہ جائے شرم سے پانی
کیوں کہ ہے اس میں مدحِ شروانی

صدرِ ملت حبیبِ رحماں خاں   ہیں فرشتہ بصورتِ انساں
ہند ہے ان کی ذات پر نازاں   ان کے اوصاف کس طرح ہوں بیاں
وقت کوتاہ و قصّہ طولانی

عالمِ باعمل ہیں صدرِ صدور   مائلِ خیر اور شر سے نفور
عابد و زاہد و حلیم و شکور   دل بھی پایا ہے ویسا ہی پُر نور
جیسی صورت ہے ان کی نورانی

دینِ حق کے لئے کئے وہ کام   ہوئی جس سے ترقیِ اسلام

ہیں پسندیدۂ حضورِ نظام ان کا کرتے ہیں وہ بہت اکرام
رہے قایم یہ لطفِ عثمانی

ان کے دم سے ہیں مسجدیں آباد بڑھ گئی ہر طرف خدا کی یاد
ان کی توسیع سے ہی ہر دل شاد خوش رہے ان کی آل اور اولاد
ان پہ دایم ہو فضلِ رحمانی

ہوا جس دم حمید مدح نگار نکلے اس کے قلم سے وہ اشعار
جن کا ہر لفظ ہے دُرِ شہوار کیوں نہ بے مثل نظم ہو یہ شمار
جب ہو ممدوح ایسا لاثانی

از جناب مولوی محمد عادل صاحب قدوسی رکن دائرۃ المعارف

چہ دردِ قوم کز و سینۂ پُر شرر دارم صد اضطراب بہر گوشۂ جگر دارم
بیا و لشکرِ اسلام را علم بردار کہ خارہائے حوادث بہ رہ گزر دارم
ہزار آس بمیداں ہمی کشد دل را اگرچہ شوکت و قوت نہ بال و پر دارم
بلے نہ شیوۂ مردانہ یاس و نومیدی ست چو دردِ دل بحضورِ ی چارہ گر دارم
چرا نہ وصفِ حقیقت کنم دلم دادند چرا نہ عارفِ نعمت شوم نظر دارم
سزد بنازم اگر بر وجودِ او کز وے بحرِ علم صدف ہائے پُر گہر دارم
ہزار غنچۂ علم و عمل شگفت ایں جا ہزار شمع منور زیک قمر دارم
بگو بمحفلِ حکمت نہ شمع ناز کند کہ صدرِ بزمِ ادب صاحبِ ہنر دارم
دران زماں کہ نیر زدہ بہائے علم بجو ادب نواز و ہنر صاحبِ نظر دارم
چہ باک وادیٔ پُر خار گر بہ رہ افتد کہ شمع لطف کسے حاصلِ بصر دارم
چہ صیتِ نغمۂ توسیع داد ہاتفِ غیب کہ تا ہنوز زذوقش بدل اثر دارم

دلا نحیف مسرت بگو مبارک باد
کہ شان کوکبۂ نصرت و ظفر دارم

چہ نذر جز دلِ عادل بیادگارِ حبیب
کہ در گلیم فقیری ہمیں گہر دارم

از جناب مولوی حافظ علی اکبر خاں صاحب شروانی ایم اے رئیس حسن پور ضلع علی گڈھ

مہرِ ملت را مبارک شوکتِ نصف النہار
کورِ چشم حاسداں را گوشۂ شبہائے تار

ذرہ ہائے خاک را گنجینۂ انوار کرد
اکتسابِ صد ہزاراں جلوہ ہائے مستعار

در چمن پیکِ نسیم آورد ہنگامِ سحر
بلبلاں را مژدۂ توسیعِ ایامِ بہار

روئے گل چوں سیر دیدں آرزو دارد چمن
آمدِ فصلِ خزاں ناگاہ بودے ناگوار

از لبِ ہر ذرہ مے آید صدائے العطش
وائے گر از تابِ گرما خشک گشتے جوئبار

انتظام کار ویں تاورده تا حدِ کمال
حیف گر رفتے وطن شروانیِ والا تبار

یادگارے زندہ از نامدارانِ سلف
قرۃ العینِ دکن صدر الصدورِ نامدار

دیگرے ایں منصبِ اعزاز را شایاں کجا بود
مسند آرائے صدارت گر نبودے صد بار

دستِ دارائے دکن طغرائے فرمانے نوشت
کاستانِ عرشش بوسید کلکِ زرنگار

دانہ ہرچند کاندر دانہ ہا شہوار بود
آفریں بر انتخابِ لاجوابِ شہریار

منکہ از نظمِ ستایش ناہا بیگانہ ام
حقِ مدحش چوں گزارم جز بحرفِ اعتذار

مہرِ خاموشیم را زخمِ شکستن نامہ ہے
گر نمی دیدم حریفاں را سرِ میدانِ کار

سبزۂ بیگانہ گلبانگِ مسرت می زند
مرغِ گلشن چوں نشنید سرنگوں و شرمسار

اے بسا تقریرِ طولانی کہ شد وجہِ ملال
لاجرم باید نمودن بر دعائے اختصار

یا رب ایں دل زندہ تر بادا روان تابندہ تر
دست بالاتر قدم پاینده تر در کارزار

پایہ برتر عالے ویدا آفریں سرگرم تر
چہرہ روشن تر ز نورِ معرفت روزِ شمار

رنج و غم نابود تر فرزند و زن مسعود تر
عاقبت محمود تر خوشنود تر پروردگار

از جناب مولوی محمد حبیب الدین صاحب صغیر اہلکار محکمہ امور مذہبی

کیوں صدر یار جنگ کو دُہری خوشی نہ ہو — ہے ان پہ شہ کا لطف و کرم فضل رب کے ساتھ
بعد خطاب کام کی توسیع بھی ہوئی — جو آرزو تھی نکلی وہ عیش و طرب کے ساتھ
کیوں کر خوشی نہ مجھ کو ہو توسیع کی صغیر — میں بھی شریک بزم مسرت ہوں سب کے ساتھ
ہر ایک نظم و نثر میں عشرت فزا ہے آج — تاریخ پیش کرتا ہوں میں بھی ادب کے ساتھ

اے صدر یار جنگ مبارک ہو آپ کو
توسیع ہوگئی تو عطائے لقب کے ساتھ

۱۳ ھ ۴۱

از جناب مولوی سید معین الدین صاحب منتظم پیشی عالیجناب سابق صدر الصدور صاحب بہادر

گلشن اقبال پر چھایا ہے پھر ابر بہار — تا کرے فرق مبارک پر دُرِ غلطاں نثار
اے خوشا اقبال تیرا اے خوشا دور نکو — سبز ہیں مثل زمرد دین کے اب مرغزار
ہم لگاتے ہیں پتہ آغاز سے انجام کا — حالت سال نکو بتلاتی ہے اس کی بہار
ملک محروسہ میں دین مذہب کی بزم آرائیاں — کیوں صدارت پر نہ ہو آئینۂ جنت کا نکھار
قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری — سنگریزوں سے ہی چنتے ہیں جو ہر شاہوار
میر عثمان علی خاں آصف نقاد نے — چن لیا تجھ کو کہ ہاں تو ہی ہے دُر آبدار
کشتیٔ شوال میں لو ایک گلدستہ بنا — گیا رہویں شوال لائی نذر کو لے دیں قرار
کر رہے ہیں یہ دعا مذہب کے خیر اندیش سب — نذر شیروانی ہوں سو گلدستے ایسے بار بار

تیری دولت کی بدولت آج ہے اپنی نمود　　تیرے عزّوجاہ پر ہے اپنی ہستی کا مدار
خیر والبتہ ہماری تیری خیریت سے ہے　　شاد اگر تو ہے تو ہم بھی شاد ہیں ای صدر یار
شاعری سے منتظم کو واسطہ حاشا نہیں
نظمِ بالا صرف ہے جوشِ مسرت کا اُبھار

نظم بالا کے شکریہ میں جناب نواب صدر یار جنگ بہادر نے چند اشعار لکھ کر جناب منتظم صاحب کو بھیجے تھے، جن کو موصوف نے مخمس کر کے پھر پیش کیا۔ مناسبِ موقع ہونے کی لحاظ سے ان کو بھی درج کیا جاتا ہے:

نظم کس قابل تھی میری اے امیر ابن امیر　　داد سے ذرّے کو تو نے کر دیا مہرِ منیر
یعنی شکریے میں یوں بھیجی ہے نظمِ بے نظیر　　"منتظم صاحب کا حسرت دل سے ہوں منت پذیر
کس مسرت سے لکھی ہے مدح میری بار بار"

اے حبیبِ نامور یہ نام ہی محبوب ہے　　ہیں ہزاروں تیرے طالب ایک تو مطلوب ہے
داد کا ممدوح کی دیکھو تو کیا اسلوب ہے　　"نظم ستھری چست بندش نظم ان کی خوب ہے
ہے بجا اُس پہ اگر ہوں گوہرِ تحسیں نثار"

صدرِ کل اسلامیان کردہ ترا افعالِ خیر　　تو تو ہے خیرِ مجسّم حال تیرا حال خیر
یا الٰہی حال ثابت ہو ترا یہ قالِ خیر　　"میری خدمت کے لیے لازیب ہے یہ فالِ خیر
آفریں فرما ہے اُس پر سیّدِ والا تبار"

تو دعا کو ہاتھ اٹھا خیر سے کس صدر کا　　اب کہاں مقبولیت یارا ہے تجھ کو صبر کا
خود اجابت کو ملا موقع یہ اچھا فخر کا　　"واسطہ یا رب ترے محبوبِ عالی قدر کا
خوش رہیں دارین میں ممدوح اور مدحت نگار"

ہاں دعائے منتظم کر لے قبول اے کارساز　　اے حبیبِ نامور تو اور بھی ہو سرفراز

سب کہیں آمین مل کر در اجابت کا ہے باز — ”دینِ حق کے دونوں ہوں خدمت گزارِ بانیاز

ان کی خدمت سے ترقی پائے ملت کا وقار“

دیگر

از جناب سید معین الدین صاحب منتظم

جب تم سا پایا مقتدا ہم کرتے ہیں شکرِ خدا — ہاں آج یومِ عید ہے یہ عید ہے فرحت فزا

اور عید بھی وہ عید ہے عیدیں ہوں سو جس پر نثار — ماہِ مبارک مرحبا۔ تو۔ چاند ہے شوّال کا

دو چاند تجھ میں عید کے۔ اے مرحبا صلِّ علیٰ — اک چاند یعنی عید کا اور دوسرا توسیع کا

ایسی نوید آئی کہ غنچے سب دلوں کے کھل گئے — مدّت سے ہم تھے منتظر صد شکر مژدہ آگیا

لو ہو مبارک آپ کو صدر الصدورِ باوقار — اللہ کی رحمت ہوئی تم کو بنایا پیشوا

لازم ہے ہم سب کو یہی دل سے بجا لائیں سپاس — کیا فضل سے رحمٰن نے اپنا حبیب ہم کو دیا

مٹ جائیں گی سب رسمِ بد آثار ظاہر ہو چلے — ہے صدر انعامِ خدا۔ ہے صدر فضلِ کبریا

مذہب سے اب نفرت کہاں بدعت کی وہ شدت کہاں — دونوں کی خصلت ہو چکی دونوں کا لپٹا بوریا

تم خود ہو جیسے باصفا ارکان بھی ویسے ملے — مینائی صاحب معتمد۔ سونے پہ مینا ہو گیا

تم صدر ہو وہ معتمد۔ تم مہر ہو وہ ماہ ہیں — تم دو نے اپنے نور سے اسلام میں بھر دی ضیا

یہ ہے صدارت اور امورِ مذہبی کی انجمن — یہ نظمِ شمسی رات دن ہے گردِ مرکز گھومتا

ساری کشش مرکز کی ہے جس پر ہے سب دار و مدار — ہاں نظم کے اجرام مرکز کے لئے مانگو دعا

سایہ فگن اللہ ہو اور ظلِّ ظلِ اللہ ہو — اسلام کی رونق بڑھے سکّہ جمے اسلام کا

”عثمان علی شاہِ دکن“ ہیں نظمِ شمسی کے فلک

تا عرش ان کا اوج ہو آمین اے ربّ العلا

از جناب مولوی سیّد غلام مصطفیٰ صاحب ذہنؔ حیدرآباد

کیا جاں فزا یہ مژدہ ہے بادِ بہار کا — گلدستہ ہے بشر چمنِ روزگار کا
زینت یہ گُل کی نسبتِ گوشِ بشر سے ہے — نرگس کو آنکھ سے ہے شرف افتخار کا
تشبیہ قد سے سرو کا وہ مرتبہ بڑھا — پایا لقب درختِ ہمیشہ بہار کا
ہو کر ضعیف سب سے جسارت میں بڑھ گیا — قابل بشر ہی نکلا امانت کے بار کا
ہے یوں تو ساری خلق پہ رحمت رحیم کی — ہے نیک مستحق کرم کردگار کا
رحمٰن کا حبیب جو ہو کیوں نہ ہو وہ نیک — کیوں مستحق نہ ہو شرف و افتخار کا
صدرالصدورِ مذہبی ہیں صدر یار جنگ — شہرہ ہے ہر سو آپ کے عمدہ شعار کا
توسیع آپ کی ہوئی سب شاد ہو گئے — قائل جہاں ہے آپ کے عزّ و وقار کا
صدرالصدور کا لقب اس کی دلیل ہے — پایہ بلند آپ کے ہے اعتبار کا
اچھی طرح سے جانتی او رمانتی ہے قوم — جو وصف ہے جناب میں اخلاص پیار کا
ہمدردِ قوم اور ہیں غم خوارِ قوم آپ — غمدیدہ کیوں نہ شیفتہ ہو غم گسار کا
دونوں جہاں میں کیوں نہ ہیں سُرخ رو جناب — آغاز سے خیال ہے انجامِ کار کا
چشم جہاں میں کیوں نہ ہو عزت جناب کی — فضل و کرم ہے آپ پہ پروردگار کا
خوبی سے کارِ مذہبی انجام دیتے ہیں — پھر کیوں نہ لطف آپ پہ ہو شہریار کا

ہے دل سے مدح خوان و دعا گو ذہنؔ بھی
شروانیٔ کریم و سخاوت شعار کا
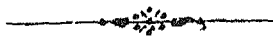
از جناب شاہ سیّد یحییٰ عالم قادری سجّادہ نشین درگاہ حضرت سیّد شاہ موسیٰ قادری قدس سرّہٗ

اے صدر بزمِ شرع مبارک ہو آپ کو — اللہ کا کرم نگہِ لطف شاہ کی

وسعت ملازمت میں ہوئی جائے شکر ہے — رحمت ہوئی دکن پہ یہ بابِ الٰہ کی

تسلیم سب کو آپ کا فضل و کمال ہے — حاجت سند کی ہے نہ ضرورت گواہ کی

سرِ دار لکھ وہ سال فدا جس پہ جان ہو

توسیع ہوگئی ہے صدارت پناہ کی

۱۳ ھ ۴۱

از جناب محمد مظفر حسین خاں صاحب سلیمانی شاہ آبادی

سُنا جب مژدۂ توسیع ذی شان — ہوئی حاصل مسرّت دل کو واللہ

رہیں یارب ہمیشہ شاد و خرّم — ہمارے محترم مخدوم و دل خواہ

دیانت دین داری حق پسندی — ملی حصّہ میں ان کے سب ہیں آگاہ

مظفر فکر ہے تاریخ لکھ دے

ہوئی اب بے بدل توسیع ذی جاہ

۱۳ ھ ۴۷

قطعات تہنیت و تاریخ مراجعت از سفرِ حج

از جناب محمد مظفر حسین خان صاحب سلیمانی شاہ آبادی

حرمین کا سفر ہو مبارک جناب کو — دونوں جہاں میں آپ رہیں شاد و باوقار

عزمِ حجاز آپ نے آسان کر دیا — صد شکر آپ جا کے ہوئے خوب کامگار

واپس جو آئے سب کو نہایت خوشی ہوئی — آنے کا آپ کے تھا ہر اک دل کو انتظار

حاصل ہوا بفضلہ دارین کا شرف — اسرارِ سرمدی کا ملا گنج و افتخار

راہِ حجاز میں وہ مناظر نظر پڑے — ظاہر تھی جن سے شانِ خداوندِ کردگار

تازہ طوافِ کعبہ سے ایمان ہو گیا — ہر ہر قدم پہ رمزِ حقیقت تھے آشکار

عرفات پر تھا نورِ تجلی ضیا فگن — تاباں ہے جس سے ذرّہ ہر دشت و کوہسار

جو جو مقام عرصۂ امید و بیم تھے — تائیدِ ایزدی سے ہوئے رشکِ لالہ زار

حاضر ہوئے رسول کے روضہ پہ شوق سے — برسوں سے جس کی دید میں تھا قلب بیقرار

عرشِ فلک سے جس کا ہے پایہ بڑھا ہوا — تعظیم جس کی کرتے ملائک ہیں بیشمار

کھائی قسم خدا نے اسی ارضِ پاک کی — آرام میں یہیں تو ہیں سرکارِ نامدار

پھیلا یہاں سے چشمۂ اسلام دہر میں — ہر ذرّہ اس جگہ کا ہے خورشید فیض بار

انوارِ کبریائی نمایاں ہیں چار سو — پاتے یہاں ہیں دولتِ کونین خاکسار

القصہ فیض یاب ہوئے آپ قرب سے — پایا وہ جس پہ نعمتِ دارین ہو نثار

کر اس دعا پہ جلد مظفر یہ نظم ختم — قایم ہو ان سے گلشنِ اسلام کی بہار

یہ مذہبی امور کے صدر الصدور ہیں — عاجز کے چارہ ساز غریبوں کے غمگسار

مقبول حج ہو آپ کا اے صدر یار جنگ
راضی رہیں جناب سے محبوبِ کردگار

بتقریب ایٹ ہوم منجانب مولوی محمد عبدالحمید خاں صاحب مددگار پروفیسر بعد واپسی از سفرِ حجاز

صدر الصدورِ ملکِ دکن صدر یار جنگ
ممدوحِ روزگار ہیں علّامۂ جہاں

ہیں جامع الصفات زمانہ میں محترم
قدرت سے بیشمار ملیں ان کو خوبیاں

فضلِ خدا سے ملک میں یہ فخرِ قوم ہیں
ذی عقل و دین دار سخن سنج نکتہ داں

شاداب ان کی ذات سے گلزارِ علم ہے
سیراب ابرِ فیض سے ان کے ہوا اک جہاں

خوشبو سے خُلق آپ کی پھیلی وہ چار سو
جس سے ہوا ہے سب کا معطر مشامِ جاں

کھلتے ہیں بابِ علم مواعظ سے آپ کے
ممبر پہ آپ ہوتے ہیں جب جا کے دُر فشاں

فضل و کمال و علم میں ممتازِ دہر ہیں
جاہ و حشم میں ان کا ہے مشہور خانداں

اکثر کتابیں آپ کی تصنیف سے چھپیں
سمجھی گئیں جو ملک میں دلچسپ بیکراں

ممدوح کا وجود ہے دنیا میں مغتنم
اب دین دار خلق میں ایسے بھلا کہاں

ایسے ہوئے ہیں کارِ نمایاں جناب سے
خلقِ خدا ہے شام و سحر جس کی مدح خواں

امیدگاہ ان کو سمجھتے ہیں اہلِ علم
اہلِ ہنر کے دل سے ہیں موصوف قدرداں

رونق پذیر آپ سے مذہب کا ہے چمن
یارب رہے بہار ہمیشہ یہ بے خزاں

دل میں بھرے تھے عشقِ محمد کے ولولے
مدت سے شوق تھا کہ مدینہ کو ہوں رواں

امسال آپ حج کو گئے ذوق و شوق سے
پائے طوافِ کعبہ میں انوارِ بیکراں

فارغ ہوئے جو حج کے فریضہ سے محترم
سوئے مدینہ لے کے چلا میرِ کارواں

حاضر ادب سے روضۂ پُر نور پہ ہوئے
اسرارِ سرمدی کا ملا گنجِ شائگاں

گل ہائے باغِ فیض رسالت کے چن لیے
فخر و شرف سے حق نے کیا رشکِ قدسیاں

خوش قسمتی سے حج و زیارت ہوئی نصیب　　حاصل ہوئی سعادتِ دارین بیگماں
صد شکر آپ آئے مع الخیر ہند میں　　دل مخلصوں کے ہو گئے مسرور و شادماں
توسیع و واپسی کی نہایت خوشی ہوئی　　احباب کے دلوں کی مرادیں ہوئیں عیاں
فرطِ خوشی سے دیتے ہیں ایٹ ہوم آپ کو　　لائق عزیز آپ کے عبدالحمید خاں
کرتا ہے نذر پیشِ مسافر یہ تہنیت　　مقبول ہو یہ ہدیۂ ناچیز نقدِ جاں

یہ نظم اس دعا پہ مظفرؔ تو ختم کر
دولت فزوں ہو عمر خضر عیشِ جاوداں

ہدیۂ تہنیت منظومۂ جناب عبدالوہاب صاحب عندلیب حیدرآبادی

جو سفر حج سے مع الخیر واپسی کی مسرت و یادگار میں دعوت کے موقع پر عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شیروانی مدظلہ العالی کی خدمت سراپا برکت میں بصد ادب و نیاز سنا کر پیش کیا گیا۔

(منجانب عابدہ خاتون دختر ہمشیرہ نفیس دلہن صاحبہ)

مبارک آنا یہ آپ کا ہے کہ بزمِ شاہی میں جا کے آئے　　کہ ہیں جو سب کے دلوں کے مالک انھیں دل اپنا دکھا کے آئے
زہے محاسن زہے فضائل کہ فضلِ حق حال کے ہیں شامل　　امارتِ دنیوی تھی حاصل سعادتِ دین پا کے آئے
تپش نہیں اب قرار کھوتی خلش نہیں خار اب چبھوتی　　وہ قطرۂ اشک سب ہیں موتی وہاں جو آنسو بہا کے آئے
عجیب ہے لطفِ دردِ الفت کہ عیش میں بھی نہیں یہ لذت　　ملی جنھیں لذتِ جراحت وہ اور بھی زخم کھا کے آئے
مدینہ جانا جو تھا سعادت تو واپس آنا یہاں ہے برکت　　ہے اب ہمیں انتظارِ رحمت کہ شہ کو دکھ سب سنا کے آئے
پیام قومی کہا زبانی سنائی حالت جو تھی سنانی　　ہمیں نہ کیوں کر ہو شادمانی کہ کام سارا بنا کے آئے
جو حج کر آئے وہ ہے معظم وہ ہے مقدس وہ ہے مکرم　　قدم نہ کیوں اس کے چوم لیں ہم مدینہ جو کوئی جا کے آئے
نگاہیں ان پر جمائے ہیں ہم ان سے نظریں ملائے ہیں ہم　　جو روضۂ سرورِ دو عالم کا نقش دل میں جما کے آئے

کشش کا یہ فیض ہے یقیناً کبھی مدینہ کے گلستاں کا
اِدھر جوں ہی کر لیا تصوّر اُدھر سے جھونکے صبا کے آئے

یہ کیسی خوش قسمتی ہے اُن کی ہو فضل خالق کا اُن پہ کیسا
مدینہ جو لوگ جا کے آئے وہ فیضِ باطن بھی پا کے آئے

مدینہ کی یاد آگئی جب تو حکم صلّوا کا دھیان آیا
یہاں سے بھیجا درود ہم نے وہاں سے تحفے دعا کے آئے

زیارتِ روضۂ مقدّس کا شوق بے چین کر رہا تھا
مدینہ جا کر ہوئی تسلّی کہ حالِ دل کا دکھا کے آئے

چلا مدینہ کو قافلہ جب تو رحمتِ حق کو ساتھ پا کر
ہوا یہ یثرب میں شور ہر سو کہ مہماں مصطفیٰ کے آئے

بشوقِ دل جب مدینہ پہونچے حبیبِ احمد حبیبِ رحمٰن
کہا یہ سب نے کہ دیکھو شیدا وہ سرورِ دوسرا کے آئے

وہ پیارا دربارِ خسروانہ ہے نور کا جس پہ شامیانہ
قدم نہ چومیں ہم آپ کے کیوں کہ ایسے دربار جا کے آئے

ادب سے ہم لوگ سر جھکا کر یہ عرض کرتے ہیں پھر مکرر
مبارک آنا یہ آپ کا ہے کہ بزمِ شاہی میں جا کے آئے

حیدرآباد دکن ۱۳۴۵ھ

ماہِ کرامت

یہ نظم بھی سفرِ حج سے بخیریت واپسی کی مسرت میں عالیجناب نواب صبیدر یار جنگ بہادر کی خدمت میں دوسری دعوت کے بعد پڑھ کر بصد ادب پیش کی گئی۔

(منجانب زاہدہ خاتون دختر ہمشیرۂ نفیس دلہن صاحبہ)

دلوں میں نہ کیوں ہو وفورِ مسرّت
خدا نے دکھایا یہ روزِ سعادت
وگرنہ کہاں تھی ہماری یہ قسمت
کہ چومیں قدم آپ کے آج حضرت
مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

وہ حج کے شرف سے ہوا بہرہ ور ہے
زیارت سے یثرب کی وہ مفتخر ہے
مطیعِ خدا ہے وہ نیکو سیر ہے
سپہرِ کرم کا درخشاں قمر ہے

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

وہ صدر الصدورِ دکن جس کو کہئے | وہ خوش خو وہ فخرِ زمن جس کو کہئے
صداقت کا دُرِّ عدن جس کو کہئے | وہ خوبی میں وردِ چمن جس کو کہئے

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

وہ عالی ہمم ہی وہ نیکو سیر ہے | وہی قوم کا رہنما راہبر ہے
نہاں نام میں جس کے فتح و ظفر ہے | وہ اعدائے امت سے سینہ سپر ہے

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

وہ ہے خادمِ دین ملت کا حامی | ہے سرمایۂ فخر ذاتِ گرامی
ہے مشہورِ آفاق میں نامِ نامی | نہ کیوں اہلِ عالم دیں اس کو سلامی

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

رہے سایۂ لطف و شفقت ہمیشہ | روش ہو خلوص و صداقت ہمیشہ
ہو چھوٹوں پہ مہر و عنایت ہمیشہ | بزرگوں کے ہو دل میں عظمت ہمیشہ

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

زمینِ مقدس ہے اللہ کا گھر | نہیں رتبہ یہ آسماں کو میسّر
وہ ارضِ معالی حریمِ مطہر | تصدق ہیں جس پر فلک مہر و اختر

وہیں سے تو آیا ہے ماہِ کرامت
بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

یہ حجّ وزیارت مبارک مبارک — یہ اختر یہ قسمت مبارک مبارک

یہ اقبال و رفعت مبارک مبارک — مع الخیر رجعت مبارک مبارک

مدینہ سے آیا ہے ماہِ کرامت

بزرگ و مکرّم مجسّم عنایت

امید منزل، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۵ھ

ایضاً

نواب ذی وقار ہیں جو صدر یار جنگ — ممدوحِ روزگار ہیں مخدوم پیشوا

رونق ہے اُن کی ذات سے اربابِ علم کی — حق نے کئے ہیں ایسے شرف آپ کو عطا

دنیا کے ساتھ دین میں ہیں آپ محترم — علم و عمل کے ساتھ ملی عقل بھی رسا

دیکھیں حجاز جاکے یہ عرصہ سے قصد تھا — نکلا جہاں سے چشمۂ اسلام باصفا

امسال آپ حج کو گئے اہتمام سے — باصد خلوص و شوق کیا فرض حق ادا

مکّہ سے پھر مدینہ کی جانب رواں ہوئے — دیکھے مقام اور بھی پُرنور دل کشا

جو جو مزار کھودے ہیں ابنِ سعود نے — دیکھے وہ جاکے آپ نے ازغورِ باذکا

ان کی مراجعت سے مجھے بھی خوشی ہوئی — آئے بخیر سوئے وطن شکر و مرحبا

کہتی ہے خلق قبلۂ حاجات آپ کو — مشہور اہلِ فیض مسلّم ہیں رہنما

تاریخ کی ہے فکر مظفر جو بہرِ سال

لکھ کعبۂ جہاں نے کیا فرض حج ادا

۱۳ ھ ۴۴

ایضاً

روانہ جب ہوئے مخدوم میرے ہند سے یثرب — نمایاں ہو گئے انوار سب دل کے نگینہ میں

زیارت روضۂ اقدس کی پائی خوش نصیبی سے ... بھرے تھے ولولے مدّت سے ان کے پاک سینے میں
جو ڈھونڈا اسے مظفر اس سفر کا سالِ تاریخی
کہا ہاتف نے باعزّت ہوئے داخل مدینہ میں

۵ ۴ ھ ۱۳

ایضاً

مبارک باد کا ہر سو نہ کیوں کر شور ہو برپا ... خدا کے فضل سے حاصل جب ایسی خاص دولت ہو
خوشی سے کیوں نہ میں ممدوح کو یہ تہنیت لکھوں ... مبارک سرورِ عالم کے روضہ کی زیارت ہو
فضائل ہیں بہت حرمین کے مشہورِ دنیا ہیں ... پہونچتا ہے وہی تقدیر میں جس کے یہ نعمت ہو
ہوئیں طے منزلیں دشوار سب تائیدِ ایزد سے ... خدا کرتا ہے بیڑا پار جس کی پاک نیت ہو
عرب سے آئے واپس خیریت کے ساتھ مدت میں ... تو دل میں سب کے پھر پیدا نہ کیوں جوشِ مسرت ہو
عدیم المثل ہیں وہ خوبیوں میں سارے عالم میں ... تو پھر کیوں کر نہ ان کی ملک میں ہر سمت شہرت ہو
نہ ہوں کیوں منتخب مذہب کی وہ صدر الصدوری پر ... کہ جب موجود ان کی ذات میں ہر اک فضیلت ہو
بر آئی آرزو جس طرح ان ذی جاہ حضرت کی ... خدا یا ایسی ہر مومن کے دل کی پوری حسرت ہو
انھیں سب قبلۂ حاجات کہتے ہیں زمانہ میں ... تمنّا ہے کہ مجھ پر بھی نگاہِ فیض و برکت ہو
کہا اک بار تھا حرمین چلنا ساتھ تم میرے ... رہا میں بھول سے محروم میری ہی نہ قسمت ہو
عرب کرتے نہ کیوں کر آپ کی اعزاز سے خاطر ... ازل سے آپ کے حصہ میں جب توقیر و عزت ہو
تبرک بھی وہاں کا لائے ہیں کچھ ساتھ میں اپنے ... توجہ سے کبھی دیکھیں مجھے بھی وہ عنایت ہو

مظفر ہے جو تم کو تہنیت کی فکر اب لکھ دو
مبارک ربِّ کعبہ یہ مدینہ کی زیارت ہو

۵ ۴ ھ ۱۳

ترانہائے جشن میلاد النبی سکندرآباد

سکندرآباد میں ہر سال ماہ ربیع الاول میں جشن میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منایا جاتا ہے۔ اہل سکندرآباد جس خلوص اور عقیدت کے ساتھ یہ جشن مناتے ہیں اور اس محفل ہمایوں کو بارونق اور شان دار بنانے میں جو محنت اور کوشش کرتے ہیں اس کا اندازہ صرف دیکھنے اور اس میں شریک ہونے والے کر سکتے ہیں ذیل کا ترانہ اسی مبارک جشن کی یادگار ہے جس کو مجلس جشن کے تیس چالیس رضاکار اپنے محترم صدر (نواب صدر یار جنگ بہادر) کو صدر دروازہ سے صدارت کے ڈائس تک حلقہ میں لئے ہوئے عجب موثر انداز سے پڑھتے ہوئے جاتے ہیں اور ختم جلسہ کے بعد اسی طور پر موٹر تک پہونچاتے ہیں۔ پہلے شعر کا پہلا مصرعہ ادنیٰ تغیر سے آنے اور جانے دونوں حالتوں کے مناسب کر لیا جاتا ہے۔ یعنی آتے وقت "محفل سجا رہے ہیں" اور جاتے وقت "محفل سے جا رہے ہیں" شاعر کی نکتہ رس طبیعت نے پڑھنے میں "سین" کے زبر اور زیر کو پیشِ نظر رکھ کر ایک خاص لطف پیدا کر دیا ہے۔

از جناب سید حسین خاں صاحب معتمد مجلس جشن میلاد النبی سکندرآباد

حبیب قومی یہ صدر ذی شاں ہماری محفل سجا رہے ہیں — ہمیشہ لطف و کرم سے اپنے دلوں پہ سکہ جما رہے ہیں

ہمیں نہ ہو اُن سے کیوں عقیدت ہمارے دل میں ہے ان کی الفت — یہی وہ رشتے ہیں جو کہ قوموں کی قسمتوں کو بنا رہے ہیں

ہماری محفل کی زیب و زینت ہمارے معطی ہمارے محسن — ہو ان کے اقبال میں ترقی ہمارے دل یہ بڑھا رہے ہیں

محبتِ قوم کام ان کا حمایتِ دیں شعار ان کا — امورِ مذہب کے یہ نگہباں رسومِ بد کو مٹا رہے ہیں

یہ زیبِ محفل ہیں صدر ذیشاں دلوں کے ارمان نکل رہے ہیں — جلو میں خدام قوم سر خم۔ ادب سے تھم تھم کے چل رہے ہیں

یہ شامیانے یہ شمع برقی چمن یہ دلکش، جھل جھل یہ — ہمارے دل ہیں کہ لحظہ لحظہ خوشی سے ہر دم اچھل رہے ہیں

یہ صف کشیدہ ہیں نونہالاں، وہ جلوہ افروز صدرِ ذی شاں — اکابرِ قوم زیبِ محفل، قلوبِ مومن بہل رہے ہیں
عجیب پُر لطف ہے یہ محفل، وفورِ بہجت سے شاد ہر دل — نسیمِ رحمت کی چل رہی ہے درختِ امید پھل رہے ہیں
ہے عیدِ بعثت کا یہ کرشمہ، بنی ہے ارضِ دکن گلستاں — وہ ابرِ رحمت برس رہا ہے لباس گلبن بدل رہے ہیں

رہیں مسرت سے شاہِ عثماں، مدام اُن پر ہو فضلِ سبحاں
ان ہی کے لطف و کرم سے اپنے دلوں کے ارمان نکل رہے ہیں

ترانہ جلوس جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۱۳۴۴ھ

ہے جشنِ میلادِ فخرِ عالم جو آج ہم سب منا رہے ہیں — اکابرِ قوم اپنی شرکت سے شانِ مجلس بڑھا رہے ہیں
ہیں قابلِ فخر صدرِ ذی شاں کہ قوم کے غمگسار ہیں یہ — نہ کیوں ہوں مشکور ان کے ہم سب ہمارا دل یہ بڑھا رہے ہیں
رہیں ہمیشہ یہ شاد و خرم ہو جاہ و منصب بھی ان کا افزوں — ہیں مصدرِ خیر و حامیٔ دیں رسومِ بد کو مٹا رہے ہیں
ہمارے ممدوح حبیبِ رحمٰن حبیبِ ملت حبیبِ سلطاں — ہمارا دل اب بڑھا رہے ہیں ہماری ہمت بندھا رہے ہیں
ہے فخرِ عالم کی عیدِ بعثت نہ کیوں ہو کامیاب جلسہ — جگہ جگہ کے ہیں جتنے مسلم شریک ہونے کو آ رہے ہیں
یہ شان و شوکت یہ زیب و زینت یہ کر و فر دیکھ کر مسلماں — خوشی سے پھولے نہیں سماتے خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں

خدا سے یہ ہے دعا ہماری کہ شاہِ عثماں رہیں سلامت
کہ بہرِ آسایشِ خلایق وہ مال و دولت لٹا رہے ہیں

ترانہ جلوس صدر جلسہ جشن میلاد النبی صلعم سنہ ۱۳۵ھ

حبیبِ قوم بھی یہ صدرِ ذی شاں ہماری محفل سجا رہے ہیں — مدام لطف و کرم سے اپنے دلوں پہ سکہ جما رہے ہیں
تھے جشنِ میلاد کے معاون مقیمِ ارضِ دکن تھے جب تک — یہاں سے رخصت کے بعد بھی وہ ہماری ہمت بندھا رہے ہیں
وہ بزمِ علمی سے ہو کے فارغ جو لوٹے پنجاب سے علی گڑھ — تو دیکھا اربابِ جشنِ بعثت دکن میں اُن کو بلا رہے ہیں

قبول دعوت ہوئی ہماری یہ برقیہ نے پیام لایا ۔۔۔ وہ لطف و احساں سے آ رہے ہیں وہ آ رہے ہیں وہ آ رہے ہیں
طلب ہماری طلب تھی صادق نوید لبیک آ ہی پہونچی ۔۔۔ وہ لا کے تشریف کل یہاں پر رہینِ منت بنا رہے ہیں
یہ زیبِ محفل ہیں صدر والا دلوں کے ارمان نکل رہے ہیں ۔۔۔ جلو میں خدامِ قوم سر خم ادب سے تھم تھم کے چل رہے ہیں
یہ شامیانے وہ برقی گولے بھریرے دلکش چہل پہل یہ ۔۔۔ ہمارے دل ہیں کہ لحظہ لحظہ خوشی سے ہاتھوں اچھل رہے ہیں
یہ صف کشیدہ ہیں نونہالاں وہ جلوہ افروز صدر ذیشاں ۔۔۔ اکابرِ قوم زیبِ محفل قلوبِ مومن بہل رہے ہیں
ہے عیدِ بعثت کا یہ کرشمہ بنی ہے ارضِ دکن گلستاں ۔۔۔ نسیم رحمت کی چل رہی ہے درختِ امید پھل رہے ہیں

رہیں مسرت سے شاہِ عثماں مدام اُن پر ہو فضلِ سبحاں
اُن ہی کے لطف و کرم سے اپنے دلوں کے ارماں نکل رہے ہیں

ایڈریس

بگرامی خدمت عالیجناب مولانا مولوی حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی صدر الصدور محکمۂ امور مذہبی

سرکار ابد قرار آصفی

عالیجاہا - یہ کمترین ارکان مجلسِ جشن میلاد شریف (سکندرآباد) کی جانب سے با دب تمام عرض پرداز ہے کہ جناب والا نے صدارت جلسہ میلاد کے متعلق ارکان مذکور کی مودبانہ التجا کو قبول فرما کر جن مربیانہ اخلاق سے ان کو ممنون فرمایا ہے اس سے اُن کے منت کش دلوں میں یہ جذبات موجزن ہیں کہ وہ نہایت خلوص دلی سے خدمت والا میں شکریہ عرض کریں - امسال جس حسن و خوبی سے یہ مسعود بزم میلاد حبیب داور صورت پذیر ہوئی - جس کثرت سے معزز حکام و خوش باشان بلدہ حیدرآباد و اطراف دلدادگانِ ذکرِ رسول مقبول صلعم رونق افروزِ محفل ہوئے اور جس فراخ دلی سے حکام عالی مقام

دولتِ آصفی نے ہمیں کو شرکت مجلس مبارک سے سعادت اندوز ہونے کا موقعہ دیا۔ وہ آپ اپنی نظیر ہیں اور صاف بتلا رہے ہیں کہ "الناس علیٰ دین ملوکھم" اور اس سرچشمۂ خیر و برکت ملّت پناہ دین پرور کے میلانِ طبع کا پتہ دیتے ہیں جس کی ذات ہمایوں صفات کو، اسلامی دنیا۔ آقائے ولی نعمت ظل اللہ، محی الملت والدین اعلیٰحضرت خسروِ دکن ہز اگزالٹڈ ہائنس شاہ میر عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کے فرحت بخش نامِ نامی سے یاد کرتی ہے، اللہ رب العزت اس شہریار ناصرِ دین کو دیر گاہ سلامت باکرامت رکھے جس کی ذرّہ نوازیوں کی بدولت مجلس مذکور کو جناب والا کی صدارت کا فخر حاصل ہوا۔

خاکسار

رشید حسین خاں، معتمد مجلس میلاد النبی سکندر آباد

دعائیہ

از جناب محمد مظفر حسین خاں صاحب سلیمانی شاہ آبادی

منجانب سید ظہور الحق صاحب مہتمم دائرۃ المعارف

نوابِ ذی وقار ہیں جو صدر یار جنگ
جن کے صفات و خُلق سے واقف ہے کُل جہاں

بارہ برس سے آپ ہی صدر الصدور تھے
شاداب ان سے خوب تھا مذہب کا بوستاں

گلزار و پُر بہار تھا اسلام کا چمن
افسوس آئی آپ کے جانے سے اب خزاں

توسیع ہیں جو ڈالی گئیں کچھ رکاوٹیں
یہ امر دل پہ ہو گیا بس آپ کے گراں

استعفا جس پہ آپ نے لکھ کر کے دے دیا
سُن کر کے اس خبر کو ہوئی خلق خستہ جاں

بجد کیا تھا کام دیانت سے آپ نے　روشن چراغ ہٹ گیا تاریک ہی مکاں
احباب فرطِ ہجر سے مغموم ہو گئے　تیغ الم سے قلب ہیں مجروح و ناتواں
محتاج نوکری کے نہیں میرے محترم　دولت خدا نے دی ہی امارت بعزّ و شاں
دیہات سینکڑوں ہیں علاقہ میں آپ کے　پلتے ہیں ماہوار ہزاروں یہ مہرباں
خود بیسیوں ہیں گھر پہ ملازم جناب کے　سینہ میں ان کے جوش ہی مذہب کا اک نہاں
حسب الطلب یہ آئے تھے مشہور بات ہو　چمکائے خوب آپ نے اسلام کے نشاں
افسوس ہے دکن سے وطن آپ جائینگے　آئیں گے مخلصوں کو بہت یاد بیگماں
رخصت کی پارٹی یہ بہت خوب دی گئی　جس سے اثر خلوص کا ظاہر ہے بیکراں
سیّد ظہور حق ہیں جو خوش خُلق دین دار　جلوہ یہ اہتمام کا ان کے ہے کل یہاں
یہ نظم اس دُعا پہ مظفر تو ختم کر　ممدوح جس جگہہ ہوں رہیں دل سے شادماں

اسباب غیب سے ہوں مہیا وہ قدرتاً
پھر بھی بلائیں آپ کو سرکارِ قدرداں

از جناب مولوی اشرف حسین صاحب دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

چہ خورسندی دلا گر میز بانت میہماں آمد　بانجامش نگر کاین سود آغازِ زیاں آمد
شدہ بے نورِ شمعِ بزمِ دیں بے صد حیف اشرف　ضیائی بدرکے در تابشِ سیارگاں آمد

دیگر

خدایا از کجا بادِ مخالف این وزاں آمد　بہ گلزارِ ادب پژمردہ گی چوں ناگہاں آمد
بنال اے بلبلِ نغمہ سرائی گلشنِ ملّت　دریغا وائے در تخریبِ فصلِ گل خزاں آمد

از جناب مولوی محمد عادل صاحب قدوسی مصحح دائرۃ المعارف حیدرآباد

آہِ حسرت در گلستاں می زنم | نالہ بر موجِ طوفاں می زنم
با صلائے علم و حکمت در جہاں | سکۂ بغداد و یوناں می زنم
خیز دردِ دل بمیدانِ حیات | ایں صفیر از عندلیباں می زنم
محفلِ علم و عمل را زندہ دار | ایں ندا پیہم زسحباں می زنم
کس چہ داند دردِ محشر خیزِ من | آتشِ دل در نیستاں می زنم
در مصائب ہم بشوقِ امتحاں | دست بر شمشیرِ عریاں می زنم
از معارف گوہرِ حکمت فشاں | رفتہ و بر دست دنداں می زنم
سوزِ فرقت می دہد صدر الصدور | نیشِ ہجرش بر رگِ جاں می زنم
نجمِ اوصافش باوجِ آسماں | بر فسر از بدر تاباں می زنم
شمعِ بزمِ علم و فن افسردہ شد | بر چراغِ کشتہ ارماں می زنم
قسمتِ اوجِ ادب برگشتہ شد | خندہ بر دورِ امکاں می زنم
درد می خیزد باستقبالِ غم | بر جگر صد داغِ پنہاں می زنم
دستِ عجزم ریختہ خونِ مراد | پائے حسرت در بیاباں می زنم
گرچہ مجروحم ولے با صبرِ دل | می خورم خنجر و خنداں می زنم
گرچہ نالانم ز دورِ انقلاب | تکیہ بر تقدیرِ یزداں می زنم

دعا

بہرِ او جش دست در دامانِ حق | با نیاز و نور و ایماں می زنم
فیضِ او پایندہ اکرامش مزید | نغمہ ایں با صدق و احساں می زنم
عادل از ذوقِ محبت با حبیب | جامِ آتش ریز شاداں می زنم

گلشنِ آفاق میں وہ مثلِ گُلِ خنداں رہے　　سایہ گستر فرقِ حسرت پہ رہے فضلِ خدا
ہوں سدا سرسبز و شاداں نخلِ نہالانِ حبیب　　باغباں زندہ رہے اور رہو چمن پھولا پھلا
آپ کے دم سے قدم سے ہو زمانہ فیض یاب　　دُرّ و مرجاں زیبِ دُردانہ رہیں صبح و مسا

ہدیۂ عید الفطر ۱۳۴۱ھ

اے تاجِ سرِ مفخرِ جہاں عید مبارک　　رشکِ قمر و سروِ رواں عید مبارک
لائی ہے نسیمِ سحری آج یہ مژدہ　　کافور چمن سے ہے خزاں عید مبارک
ملبوس نیا بدلا ہے اشجارِ چمن نے　　ہے بادِ صبا عطر فشاں عید مبارک
ہے بلبلِ بستانِ طرب نغمہ سرا آج　　ہر غنچہ ہوا خندہ زناں عید مبارک
دریائے مسرت ہے عجب شان سے موّاج　　عالم میں ہے راحت کا سماں عید مبارک
اے نجمِ ہُدیٰ مفخرِ زمن مایۂ خوبی　　روشن ترے پرتو سے جہاں عید مبارک
تو خُلق میں یکتا ہے تو سیرت میں ہے عالی　　خوبی تری مشہورِ جہاں عید مبارک
عظمت کا ترے سکّہ ہے مخلوق کے دل پر　　کہتے ہیں تجھے شاہِ دلاں عید مبارک
اک میں ہی فقط صرفِ محبت نہیں حسرت　　سب کہتے ہیں محبوبِ زماں عید مبارک
سرسبز رہے گلشنِ حسرت یہ دعا ہے　　ہو رحمتِ حق سایہ کُناں عید مبارک
اولادِ جواں بخت ہمیشہ رہے شاداں　　ہر وقت ہو عشرت کا سماں عید مبارک
لاتی رہے ہر عید نویدِ طربِ دل　　ہو فرطِ فرح مایۂ جاں عید مبارک
یارب رہے اخلاص کی اوج پہ دائم　　اونچا رہے الفت کا نشاں عید مبارک

دُردانہ کے دل اور زباں پر یہ دعا ہے
ہر سال ہو اے جانِ جہاں عید مبارک

ہدیۂ عید البقر ۱۳۴۲ھ

فلک رفعت قمر طلعت مرے حضرت مبارک ہو
یہ عیدِ حاجیاں اے رہبرِ ملت مبارک ہو

سپہرِ عزت و رفعت کے اے مہرِ درخشندہ
بفضلِ ربِّ داور سطوت و حشمت مبارک ہو

بڑھے شوکت فزوں ہو مرتبہ اقبال یاور ہو
دلوں پر چلتا سب کے سکۂ عظمت مبارک ہو

ثنا خوانِ محاسن ہے جہاں مدّاحِ احساں ہے
یہ شانِ دل نوازی ان کی خصلت مبارک ہو

مبارک آپ کو افضال خلّاقِ دو عالم کے
ہمیشہ آپ کو اللہ کی رحمت مبارک ہو

نہالِ آرزو پھولے پھلے سرسبز ہو یارب
نسیمِ گلستانِ عیش کی نکہت مبارک ہو

ہمیشہ جوش پر بحرِ محبت کی رہیں لہریں
خوشی و شادمانی بہجت و فرحت مبارک ہو

ہے میموں کس قدر عزمِ طوافِ خانۂ کعبہ
بفضل اللہ بیت اللہ کی قربت مبارک ہو

مبارک عمر ہے جو صرف ہو خالق کی طاعت میں
یہ زُہد و اتقا یہ شانِ عبدیت مبارک ہو

مبارک گنجِ عرفاں سینۂ پرنُور کا ہونا
فلاحِ آخرت ہو دین کی دولت مبارک ہو

شہِ آصف کا ہو تم کو مبارک لطفِ شاہانہ
یہ قدر و منزلت یہ شان یہ شوکت مبارک ہو

مبارک ہو دکن کو آپ سا رہبرِ کامل
ہمیشہ آپ کو اسلام کی خدمت مبارک ہو

منوّر کر دیا اپنی ضیا پاشی سے اک عالم
اُفق سے اُٹھ چکا ہے پردۂ ظلمت مبارک ہو

مبارک تم کو دیدارِ عزیزانِ جگر پارہ
فراوانی - ترقی دولت و حشمت مبارک ہو

رگِ جاں سے ہو بڑھ کر رشتۂ اُنس و وفا محکم
ہمیشہ آپ کی دُردانہ کو الفت مبارک ہو

دعانامہ

۱۳۳۳ھ میں جب میں دکن سے آئی تو نور دیدہ عبید الرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ کو پہلی بار دیکھا اس خوشی کے اظہار میں تحریر کن جاکر بھیجی چوں کہ اس کا تعلق دکن کے حالات سے ہے لہذا اس کا یہاں درج کرنا مناسب معلوم ہوا :۔

راحتِ روح فرحتِ قلبی — اور جگر پارہ قرۃِ عینی
شاد رکھے تمھیں خدائے غنی — اور دل کی رہے شگفتہ کلی
عمر و اقبال میں ترقی ہو — دولت و مال میں ترقی ہو
دیکھنے سے تمھیں سرور بڑھا — اور آنکھوں کا میرے نور بڑھا
آنکھیں روشن ہوئیں اے لختِ جگر — دیکھنے سے ترا رخِ انور
تھی شکایت مجھے یہ قسمت سے — رکھا محروم دید مدت سے
اس خوشی سے میں کتنی دور رہی — رنجِ دوری سے آہ چور رہی
اب نہیں رنج اور ملال اچھا — کام اچھا ہے گر مآل اچھا
فضلِ رب سے گیا زمانہ گزر — یاد بھی اب نہیں اے نورِ نظر
اب خدا سے مری دعا ہے یہی — آرزو اور التجا ہے یہی
ہے وہ مدت فسانۂ ماضی — دور ہو وہ زمانۂ ماضی
نقش دل پہ تمھاری نیکی کا — اور سعادت کا نیک نفسی کا
ثبت ہے اے عزیز نورِ نظر — خوش رکھے تم کو خالقِ اکبر
دے ترقی خدا سعادت میں — اور برکت تمھاری ہمت میں
خوش رکھے بھائی اور بہنوں کو — ننھے منھے سے تو[1] چشموں کو

---

[1] یعنی تمھاری اولاد کو

جب سے والد تمھارے آئے دکن
ہوئے مصروف تم وہاں ہمہ تن

کام سارا کیا ریاست کا
ہے نتیجہ تمھاری ہمت کا

کام لیتے جو تم وہاں نہ سنبھال
ہو نہ سکتا درست یاں کا حال

ٹھیک ہوتی نہ مذہبی حالت
مٹ نہ سکتی یہاں کبھی بدعت

بخشا تم نے فراغ و اطمینان
کام کرنے کا تب ہوا امکان

صرفِ خدمت جنابِ شیروانی
ہوگئے یاں بفضلِ یزدانی

عہد میں ان کے اب یہ حالت ہے
کہ اب احکامِ دیں کی وقعت ہے

ہوگئی قایم عظمتِ مذہب
ہوگئی تازہ شوکتِ مذہب

کہنے سے ہے مری زباں عاری
لکھنے سے قوتِ بیاں عاری

دیکھنے ہی سے ہوگا اندازہ
ان کی اصلاح اور درستی کا

خدمتِ دین دفعِ بدعت کا
اجر حضرت کو جب عطا ہوگا

قول میرا ہے اور ہے سچا
اس میں ہوگا تمھارا بھی حصہ

فرض تم نے بڑا کیا پورا
تم سلامت رہو بفضلِ خدا

ہو مساعد نصیب عمر بڑھے
اور مقاصد دلی ہوں سب پورے

نیکیاں ہوں فزوں عزیزِ من
رہے تازہ ہمیشہ یہ گلشن

حاسدِ بدنصیب جلتے رہیں
کفِ حسرت ہمیشہ ملتے رہیں

کہو نورِ نظر دلہن کو دعا
خوش رہیں دہر میں بفضلِ خدا

حق مددگار اور نگہباں ہو
رات دن تم پہ فضلِ یزداں ہو

متفرقات

سپاسنامہ

بخدمت منبع فضل و کرم مکرم محترم جناب مولانا مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی
صدر الصدور امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نومن بہ و نتوکل علیہ ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ط

ہمارے مدرسہ مظاہر العلوم کی تاریخ میں آج کا دن ایک تاریخی یادگار کا دن ہے کہ جناب والا کی تشریف آوری سے اہالیانِ مدرسہ کی ایک دلی آرزو جس کو ہم ایک عرصہ سے دل میں لئے ہوئے تھے پوری ہوتی ہے ۔ جناب والا کا علمیات و عملیات دینیہ میں شغف، تصنیف و تالیف کے مشاغل اور اسلامی درسگاہوں سے آپ کا دلی تعلق سن کر ہماری پرانی تمنا تھی کہ مدرسہ مظاہر العلوم اور اس کے خدام کو آپ کی مہربانی کی مسرت حاصل ہو۔

اس تمنا کے پورا ہونے کے لئے وقتاً فوقتاً ہم کوشش کرتے رہے ہیں لیکن آپ کی کثرتِ مشاغل کی وجہ سے ہم کو یہ مسرت اس سے پہلے حاصل نہ ہو سکی اور کُلُّ اَمرٍ مرھون باوقاتھا کے عالمگیر کلیہ کا تقاضا تھا کہ آج ہماری پرانی آرزو پوری ہوئی ۔ مدرسہ مظاہر العلوم اور اس کے خدام دلی احسان مندی اور مخلصانہ شکر گزاری کے ساتھ آپ کا خیر مقدم عرض کرتے ہیں ۔ اور خداوند کریم کی درگاہ میں مستدعی ہیں کہ اس احسان کا اجر جزیل خداوند کریم آپ کو عطا فرمائے ۔

اس عربی مدرسہ سہارن پور کا نام **مظاہر العلوم** ہے جس کی بنیاد ۱۲۸۳ھ میں قائم ہوئی مدرسہ ہذا کا وجود اصلی سرجوش حضرت مولانا **سعادت علی** صاحب فقیہ اور حضرت مولانا حافظ **احمد علی** صاحب محدّث کی خدمات اور مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے اور یہی دونوں حضرات اس مدرسہ کے بانی ہیں۔ مدرسہ کی تعلیم اور عملی اجراء کا ظہور ابتداءً حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا اور ان حضرات کے صدق نیت اور اخلاص کی برکت سے مدرسہ روز افزوں ترقی کرتا رہا۔ مدرسہ کی ترقیات اور تفصیلی حالات عرض کرنے کے لئے زیادہ وقت چاہئے اور اس کی تکلیف جناب والا کو دینا گوارا نہیں پچھلی سالانہ کیفیات جناب والا کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں جن سے حضرت کو اصلی ترقی کی جزئیات معلوم ہوں گی۔

خدماتِ مدرسہ کا شباب اور اس کی حالت میں نمایاں انقلاب اُس وقت سے شروع ہوا ہے جب سے قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ نے مدرسہ کی سرپرستی فرمانی شروع کی۔ اور آپ نے خلیفہ اول صدر المدرسین سید المتکلمین حضرت مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہ کو مسندِ تدریس پر متمکن فرمایا۔ اور انھوں نے اپنے علم وعمل کے افادہ اور افاضہ سے طلبہ اور اہل شہر کو فیض پہونچایا۔ اُن سے قبل مدرسہ کا آغاز محلہ قاضی میں ایک چھوٹے سے مکان میں ہوا تھا اور اس کے بعد محلہ مفتیان میں موجودہ عمارت مدرسہ کی منزل زیرین میں مدرسہ منتقل ہوا ہے۔ موجودہ عمارت منزل بالائی مدرسہ اور دار الاقامہ طلبہ و مسجد دار الاقامہ اور مطبخ جن کا تفصیلی ذکر تعمیرات کی مد میں آئے گا حضرت ممدوح صدر المدرسین کی مساعی جمیلہ کے برگ وبار ہیں۔ حضرت ممدوح ہی کی تحریک سے جناب مولانا سر رحیم بخش خاں صاحب کے سی آئی ای پریسیڈنٹ کونسل ریاست بہاول پور نے اپنی جیب خاص سے منزل بالائی مذکورہ صدر کی تعمیر کرائی۔ چنانچہ حضرت ممدوح کے اسمِ سامی کا پتھر پیشانیِ تعمیر پر منصوب ہے اور تعمیر مذکور کا سامانِ فرش فروش بھی انھیں کا عطیّہ ہے۔

مدرسہ کی ضروریاتِ ذاتی میں سے بڑی ضرورت ایک کتب خانہ کی تھی چنانچہ یہ کتب خانہ

اُسی عمارت بالائی میں قائم ہے جس میں دس ہزار سے زیادہ جلد کتب موجود ہیں۔ یہ کتابیں زیادہ تر درسی کتابیں ہیں جو طلبہ کے کام میں آتی ہیں۔ لیکن کتب خانہ میں اونچے طبقہ کی کتابیں مختلف علوم وفنون کی جن کی ضرورت فارغ العلم طلبار کو زیادہ ہوتی ہے وہ ابھی تک اس قدر کم ہیں کہ مدرسہ کا یہ شعبہ اہلِ علم کی خاص توجہ کا محتاج ہے اور ایسی کتابوں کے بغیر تکمیلِ تحصیلِ درسیہ سے خاطرخواہ استفادہ کا موقع نہیں ملتا۔

مدرسہ کے اجرار سے معقولات، منقولات، قرآن، حدیث، فقہ، ادب کی اشاعت مقصود تھی۔ خادمانِ مدرسہ کی اصل کوشش علاوہ تعلیم درسیات کے اس امر میں رہتی ہے کہ علوم کی پختہ رنگت عمل واخلاق طلّاب میں قائم ہوجائے اور تربیت دینی کا خیال ان کی طبائع میں بطور طبیعت ثانیہ راسخ اور مستحکم ہوجائے ومن احسن من اللّٰہ صبغہ۔ چنانچہ ابتدائے قرآن خوانی کے ساتھ ساتھ تجوید کی ترویج پر زیادہ کوشش کی جارہی ہے اور اس ضلع اور نواح میں اس نے قبولیتِ عامّہ حاصل کی ہے۔ درسِ نظامیہ کی نسبت آپ کو سمع خراشی کی تکلیف دینے سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ حضرت خود مختلف جماعتوں کی تعلیم کو اپنی موجودگی میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ ایک امر جو اس باب میں آپ کے گوش گزار کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اعلیٰ جماعت کے طلبا کو غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ مناظرہ کی مشق کرائی جاتی ہے جس سے اُن میں تحریر وتقریر کا مادّہ قوت پکڑتا جاتا ہے اور وہ تبلیغ اور اشاعت مذہب کے کام کو بطریق احسن انجام دینے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ اس تعلیم مذہبی کے سلسلہ میں استفتار کا کام مدرسہ کی خدمات میں ازخود پیدا ہوکر بہت ترقی پکڑ گیا۔ ابتدارً سالہاسال تک علاوہ اپنے فرائض منصبی کے مدرسین افتار کا کام کرتے رہے۔ لیکن جب لوگوں کے اعتماد کی وجہ سے افتا کا کام بہت بڑھ گیا تو اس کام کے لئے ایک مستقل مفتی کی ضرورت ہوئی اور اُن کا جداگانہ دفتر قائم ہوا۔ جس میں اب نقول رکھنے اور اہتمام کے لئے عملہ کی ضرورت رُونما ہے اور مفتی صاحب تنہا سارے کام کو انجام نہیں دے سکتے۔
جیساکہ اوپر عرض کیا گیا ہے ابتدار میں یہ مدرسہ چھوٹی سی عمارت میں قائم ہوا تھا اور طلبہ شہر

کے مختلف مکانوں، حجروں، مساجد میں متفرق طور پر رہتے تھے۔ طلبہ کی تکالیف کا خیال کرکے دارالاقامہ کی تعمیر بصرف (۵۵۹۰۵) روپیہ کی گئی۔ جس میں نیچے کے حجرے طلبا کی سکونت کے کام آتے ہیں اور منزل بالائی میں صدر دروازہ پر دارالحدیث ہے باقی اطراف میں علوم معقولیہ و منقولیہ کی درس گاہیں ہیں۔ طلبہ کی نگرانی کے لئے بعض مدرسین رات دن اسی دارالاقامہ میں رہتے ہیں۔ دارالاقامہ کے لئے ایک مستقل مسجد کی ضرورت تھی جو بفضلہ تعالیٰ ایک خاتون محترمہ کی رقم سے تعمیر ہوگئی ہے۔ مگر مسجد مذکور میں ایک حوض کی ضرورت باقی چلی جاتی ہے! اور اس کی اشد ضرورت ہے۔

طلبہ کے خورد و نوش کے انتظام کے لئے ایک مطبخ کی سخت ضرورت تھی جس کی منزل اوّل نو ہزار روپیہ کی لاگت سے تیار ہو چکی ہے۔ مگر تعمیر کی لاگت میں سے تین ہزار روپیہ اب تک مدرسہ کے ذمہ قرض واجب الادا ہے۔ منزل بالائی جس کی تعمیر کا خیال ہے۔ اس کی لاگت کا تخمینہ بدرجۂ اول چھ ہزار روپیہ کیا گیا ہے۔ اس رقم کا سرانجام ہونے کے بعد مطبخ کی تعمیر مکمل ہوگی۔

مدرسہ کے روح رواں وہ طلبہ ہیں جو متوسط اور اعلیٰ تعلیم دینیات کے لئے یہاں آتے ہیں یہ طلبہ بیشتر بیرونی مقامات اور مختلف صوبوں بلکہ ممالک سے آتے ہیں۔ ان لوگوں کے ضروری اخراجاتِ خورد و نوش اور لباسِ سرما و گرما کی کفالت کا بوجھ بھی بالعموم مدرسہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ مدرسہ کی آمدنی جس پر اب تک مدرسہ کا دار و مدار رہا ہے اس کے تین جزو ہیں! اوّل وہ ہیں جو معاونین مدرسہ نے ماہانہ یا سالانہ مدرسہ کا مقرر کر رکھا ہے۔ دوسری مد آمدنی کی سالانہ جلسۂ مدرسہ ہے جس کے انعقاد کے وقت اہل خیر مدرسہ کی اعانت کے لئے چندہ دے جاتے ہیں۔ تیسری مد صدقہ، خیرات، زکوٰۃ کی ہے۔ جس کو متفرق اوقات میں دیتے رہتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت تک مدرسہ کی مستقل آمدنی کی کوئی صورت بجز قلیل چندہ موعودہ کے نہیں جس میں قابل قدر و ممتاز عطیہ ریاست عالیہ بھوپال کا ہے جس کی مقدار دو سو روپیہ ماہوار ہے اور کل موعودہ چندہ کی مقدار (۲۴۴۶) ہے سالانہ جلسہ یا صدقہ زکوٰۃ کی آمدنی ایسی غیر مستقل ہے

کہ جس پر کوئی اعتماد نہیں کیا جاسکتا - اس وقت مدرسہ کے اخراجات کی تعداد جس کا مفصل حال، کیفیت سالانہ سے معلوم ہوگا - مبلغ (۷۸۶۶) سالانہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ اخراجات میں مبلغ ۴۲۲۴۱ روپیہ کی کمی ہے - یہ تعداد اخراجات اس رقم پر اس وجہ سے محدود ہے کہ ہمارے مدرسین بالعموم مدرسہ کے کام کو مذہبی کام سمجھ کر قلیل تنخواہ پر کام کر رہے ہیں - ورنہ اخراجات کی تعداد اور زیادہ ہوتی - ہر چیز کے نرخ کی گرانی سے جس طرح اخراجات میں لابدی زیادتی ہے اسی طرح آمدنی میں کمی ہونا اس کا لازمی نتیجہ ہے -

مالی حالت مدرسہ کی جناب والا کی خدمت میں تفصیل کے ساتھ اس وجہ سے پیش کی گئی ہے کہ پچھلے دنوں مدرسہ کی درخواست پر ریاست عالیہ حضور پرنور ہز اگزالٹڈ ہائنس سرکار نظام خلد اللہ ملکہ و اقبالہٗ کے صیغۂ معتمدی امور مذہبی سے مدرسہ کی آمدنی و خرچ کی کیفیت طلب ہوئی تھی - اور مدرسہ کی جانب سے اس حکم کی تعمیل میں ایک اجمالی کیفیت حضور والا کی بارگاہ میں روانہ کر دی گئی تھی - اب چوں کہ حضور والا نے قدم رنجہ فرما کر مدرسہ کی حالت پر توجہ فرمائی ہے اور سرکار عالی جاہ نظامِ دکن کی ریاست میں شعبۂ دینیات کے اہتمام و انصرام کی نگرانی آپ کی ذات بابرکات سے متعلق ہے اس لئے ہم کو قوی اُمید ہے کہ ہماری یہ عرض داشت سننے کے بعد آپ خود مدرسہ کی حالت کو توجہ اور غور سے ملاحظہ فرمائیں گے - اور اسی طرح امید ہے کہ ہماری اُس عرض داشت مسبوق الذکر کے انفصال میں معتدبہ امداد کر کے مدرسہ کی دست گیری فرمائیں گے -

آخر میں مکرراً آپ کی عنایت مخلصانہ اور تکلیف تشریف آوری والطاف کریمانہ کے تشکر و امتنان کا اظہار و اقرار عذر تقصیرِ خدمت کر کے متوقع ہیں کہ آپ غریب و درویش اہل مدرسہ، خدام، طلبہ کی فروگذاشتوں اور کوتاہیِ خدمات سے چشم پوشی فرما کر اس مدرسہ مظاہر العلوم کو اپنے دل میں جگہ عطا فرما دیں گے اور اس کے سود و بہبود سے استغنا کو گوارا نہ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ کے علم، عمل، فضل، اقبال میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے اور

دنیائے اسلام کو آپ کے فیض سے اور آپ کو سعادت دارین سے مستفید و بہرہ ور رکھے۔

نقشہ جملہ طلباء و مدرسہ و آمد و خرچ اختصاراً الغرض ملاحظہ درج ذیل ہے:

تعداد کل طلبہ ۳۸ھ	کل آمدنی ۳۸ھ	کل خرچ ۱۳۳۸ھ
۴۱۲	۱۹۴۴۳	۲۵ ۶ ۱۱

من جانب

عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

دوم محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

تہنیت نامہ

بتقریب تشریف آوری سرپرست تعلیم خیر خواہِ قوم عالی جناب فضیلت مآب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی رئیس بھیکم پور صدر الصدور امور مذہبی مملکت آصفیہ جائنٹ سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس دام حشمتہٗ

منجانب ارکین و سکریٹریان انجمن ہدایت اسلام شہر مالیگاؤں ضلع ناسک

آقائے نامدار! ہم اخلاص کیش و عقیدت مند ممبران و سکریٹریان انجمن ہدایت اسلام (مالیگاؤں) حضور والا کی رونق افروزی پر بہزار خلوص قلب مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس انجمن

کو اکثر ذی مرتبت حکام اور اعیانِ قوم کے خیر مقدم کی عزت حاصل ہوئی ہے لیکن آج ہم اپنی خوش بختی پر نازاں ہیں کہ ہم اُس ذاتِ گرامی کا خیر مقدم کرتے ہیں جو مسلمانانِ ہند کے لئے سرمایۂ فخر و ناز ہے

حضورِ والا - آپ کو رب العزت نے محض دولت دے کر عزت نہیں بخشی ہے بلکہ اخلاقِ حسنہ کے جوہر بھی عطا فرمائے ہیں جس کا اثر دینی، دنیاوی اخلاقی اور تمدنی امور کے لئے فائدہ بخش ہے - آپ ملک اور قوم کے سچے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں - آپ کی لیاقت، قابلیت اور اعلیٰ و عالی اوصاف کی وجہ سے سرکارِ آصفیہ حیدرآباد دکن نے آپ کو وزارتِ امورِ مذہبی کی جلیل القدر خدمت سپرد کی ہے آپ جس خاندان والاشان سے تعلق رکھتے ہیں وہ شمالی ہند کے اُن رؤسا کا خاندان ہے جن کی فیاضی، سیر چشمی دینی قومی اور ملکی فلاح و بہبودی کے کاموں میں ہمیشہ مشہور و معروف ہے ریاست بھیکم پور کا نام صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دیارِ عرب میں بھی مشہور ہے -

حضورِ والا ! آپ کے ورودِ مبارک قدوم میمنت لزوم سے جو غیر معمولی مسرت و شادمانی ہمارے قلوب میں موجزن ہے - اس کے اظہار سے ہماری زبان قطعاً عاجز و قاصر ہے - آں انجمن کو عرصے سے آپ کی ہمدردی کا شرف حاصل ہے - جس کی دلیل یہ ہے کہ حضور نے سفرِ دور دراز کی زحمت گوارا کر کے مسلمانان مالیگاؤں کو عموماً اور اراکینِ انجمن کو خصوصاً شرف نیاز و دیدار فیض آثار کا موقعہ بخشا - اس عنایت و عزت بخشی کی یادگار میں یہ مبارک روز ہمیشہ تاریخ انجمن میں یادگار رہے گا۔

عالیجاہا ! انجمنِ مذکور یکم جمادی الآخر ۱۳۲۵ھ میں شہر کے امیر و غریب دلدادگانِ تعلیم نے مل کر قائم کی - انجمن نے اسی سال میں بہ لحاظِ ضرورتِ زمانہ ایک نائٹ اسکول اعلیٰ پیمانہ پر جاری کیا یہاں اسلامی آبادی غریب لوگوں کی ہے - جن کو علم کا شوق دامن گیر ہے لیکن وہ اپنی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے تھے - اس لئے مذکورہ نائٹ اسکول اُن کی تعلیم کیلئے نہایت مفید ثابت ہوا طلباء کی اُردو، گجراتی مرہٹی تعلیم کے علاوہ مذہبی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے تعلیم القرآن حافظہ و ناظرہ کا کورس روبہ ترقی ہے جس میں گزشتہ سال دو حفاظ کی دستاربندی ہوئی -

عالیجاہا ! ۱۹۱۶ء میں باشتیاق عوام الناس و عند الضرورت زمانہ ایک اسکول بنام اینگلو اُردو

اسکول جاری کیا گیا ہے جس میں فی الحال تین جماعت تک تعلیم کا بندوبست ہے ۔ یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ اس شہر میں پندرہ ہزار اسلامی آبادی میں کوئی متنفس بھی ایسا نہ تھا جو معمولی تار پڑھ سکتا ۔ اس اشد ضرورت کو ملحوظ رکھ کر اس اسکول کا اجرا کیا گیا ۔ اگرچہ جانب میونسپلٹی بزبان مرہٹی انگریزی اسکول قائم تھے ۔ لیکن مسلم آبادی کے لحاظ سے ایک حد تک بے سود ۔ بدیں وجہ ہمدردانِ قوم نے اپنے مسلم بچّوں کے لئے ایک علیٰحدہ اسکول جاری کرنا مناسب سمجھا ۔

عالیجاہا ۔ تاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ کو فلائی شٹل لوم یعنی پارچہ بافی کا کارخانہ غریب مزدوروں کو بلا فیس کام سکھلانے کے لئے جاری کیا گیا ۔ اس کی افتتاح جناب مہربان جے گیرٹ صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر ناسک کے دست مبارک سے ہوئی چوں کہ صاحب بہادر موصوف صنعتی کاموں میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں ۔ لہٰذا اس کا نام گیرٹ ہینڈ لوم ویونگ اسکول رکھا گیا ۔ اُس کریم کارساز کے فضل و کرم سے اس کام میں انتہا درجہ کی کامیابی نصیب ہوئی اور شہر کے ایک ایک گھر سے اس زبردست کامیابی کی آواز آرہی ہے اور عوام الناس فائدہ اُٹھا رہے ہیں ۔

عالیجاہا ! انجمن نے اینگلو اُردو اسکول قائم کرکے اُردو زبان کی ایسی سچی حقیقی خدمت کی ہے ۔ جس کے فروغ اور اشاعت کے لئے علاقۂ بمبئی میں سخت ضرورت تھی ۔

عالیجاہا ! انجمن کی اسلامی، تعلیمی، قومی اور ملکی خدمات پر نظرِ غائر فرما کر گورنمنٹ عالیہ نے نائٹ اور ڈے اسکول کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ وظائف مقرر کئے ہیں ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ایک قطعہ زمین بھی (جو ایک دل کش مقام پر واقع ہے) عنایت فرمائی ہے ۔ مقامی میونسپلٹی کی جانب سے گرانٹ ملتی ہے ۔ اب چوں کہ آپ کی تشریف آوری سے انجمن کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوگا ۔ اس لئے انجمن اپنے اہم ارادہ کو حضور والا کے گوش گزار کرنا چاہتی ہے کہ انجمن اپنے اینگلو اُردو اسکول کو اینگلو اُردو مڈل اسکول کے درجہ تک پہونچانا چاہتی ہے لیکن قلت آمدنی ہر طرح سے مجبور کر رہی ہے ۔ اس لئے انجمن بزبانِ حال حضور کی فیاضی اور قومی ہمدردی مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ عرض کرتی ہے کہ گورنمنٹِ عالیہ کی عنایت کردہ زمین پر آپ کی توجہ کریمانہ اور کوشش بلیغ

سے سرکارِ جہاں پناہ فلک بارگاہ عالی متعالی سکندر حشمت دارا شوکت سپہ سالار مظفر الملک حضور پُرنور اعلیٰحضرت ہز اگزالٹیڈ ہائنس میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ سابع جی۔ سی۔ ایس۔ آئی فرمانروائے سلطنتِ آصفیہ دام اللہ اقبالہٗ واجلالہٗ کی توجہ شاہانہ مبذول فرما کر عثمانیہ اینگلو اردو فری ہائی اسکول قائم کردیں۔ اور وقف کردہ زمین پر اسکول کی عمارت بھی تا قیامت مہرِ درخشاں کے مانند آب و تاب دائم و قائم رہے ع

گُل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی

اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

اس عرض داشت کے خاتمہ پر ہم اراکینِ انجمن اعلیٰ حضور کی رونق افروزی اور میمنت گستری کا شکریہ عرض کرتے ہوئے خداوند کارساز سے دست بدعا ہیں کہ آپ کے ارادوں میں کامیابی عطا فرمائے اور قوم کے سر پر بصد جاہ و جلال قائم و دائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

المستدعین

ممبران و ٹرسٹیان و کارپردازان انجمن ہدایت اسلام مالیگاؤں (ناسک)

خادمانِ قوم ۔ مولوی عبد الحمید ۔ اسیر الدین ۔ آنریری جنرل سکریٹریان انجمن

از جناب مولوی غلام محمد صاحب خطیب مکہ مسجد حیدر آباد

در اختیار بندہ نہ باشد تونگری | ناداں چہ بہر کسب غنا رنج می بری
روزی ز آسمان و تو سرگشتہ بر زمیں | حیراں مشو کہ جالبِ رزقِ مقدری
از ہر چہ غیرِ اوست تعلق بریدنی است | تا کے اسیرِ حلقۂ زلفِ معنبری

پیوستہ در اطاعتِ یزداں نفس برآر   تا چند روزگار بغفلت بسر بری

بے بہرہ ز جلوۂ حسنِ ازل ازاں   آشفتۂ جمالِ رخِ ماہ پیکری

خواہی کہ بر جمالِ رخِ او نظر کنی   واجب بود کہ پردۂ پندار بردری

دل در جہاں مبند کہ روزے بصد نیاز   گل ہائے ایں چمن بگذاری و بگذری

ہر چیز را بچشمِ بصیرت نگاہ کن   یکساں مسیح معجزۂ و سحرِ سامری

ناداں فریبِ عیشِ جہاں را ثبات نیست   دریاب ناخوشاں چو بعیشِ خوش اندری

اے مرغ سدرہ جائے تو ایں رہگذار نیست   روزے ز آشیانۂ خود یاد ناوری

فردا ز دار و گیر بجا کت در آورند   امروز گرچہ مالکِ ملکِ سکندری

چوں صدر یار جنگ بحسنِ عمل بکوش   تا بر فرازِ چرخ بر آئی بہ برتری

صدرے کہ فالِ یمن و سعادت بنام اوست   وز خوئے اوست شیوۂ درویش پروری

نوابِ ذی وقار کہ از بیمِ عدلِ او   پا در عدم کشیدہ رسومِ ستم گری

فرخندہ سیرتے کہ در اطوارِ روزگار   مثلش نہ دید چرخ بدیں خوب منظری

صدرے بزرگ پایہ کہ ذوقِ ثنائے او   در طبعِ من دمیدہ روانِ سخن وری

اے بردہ گوئے فضل بہ انصاف پروری   نازد بذاتِ پاکِ تو آئینِ سروری

چرخے بلند پایۂ اوجِ کمالِ تو   یک جلوۂ جمالِ تو خورشیدِ خاوری

اقبال در حضورِ تو با صد ادب نشست   استادہ در جنابِ تو دولت بچاکری

در بزمِ اہلِ فضل توئی صدرِ انجمن   ہر چند در مقامِ تواضع فروتری

آں کرد دستِ جودِ تو با اہلِ احتیاج   با خاکِ مردہ ہم نکند ابرِ آذری

تقدیر فردِ روزئ مردم بہ تو سپرد   قسمت نمائی ہر چہ پسندی مخیری

گر چشمِ اعتبار کشائی بروئے حال   در دستِ حال دامنِ مستقبل آوری

ہر کس بقدرِ ہمتِ خویش است بہرہ ور   تا بر سرت نہاد قضا تاجِ افسری

تعمیرِ خانہائے خدا را سبب توئی — خوشنود باد از تو خدا روزِ داوری
سیراب و تازہ گلشنِ ملّت بسعی تو — روشن ز التفاتِ تو شمعِ ہنروری
در سیرتِ ستودہ و در پاکدامنی — ملکیؔ ولی بصورتِ انساں مصوّری
برہانِ بر کمالِ تو ایں بس بود کہ تو — جز شاہراہِ شرع دگر راہ نسپری
صد کاروانِ ہمّتِ پاکان رفیقِ تست — ہر جا کہ پائے عزم فشاری مظفری
آئینہ ہم نظیرِ تو پیدا نمی کند — آں ہم توئی کہ در رخِ آئینہ بنگری
از جورِ روزگار چہ نالم کہ عاقبت — بختم نمودہ سوئے جنابِ تو رہبری
وابستۂ سوال نباشد عطائے تو — پیش از سوال حاجتِ سائل بر آوری
گر من سرودِ مدح سرایم عجب مدار — مدحت سرائے تست حجازی و بربری
شایانِ شانِ مدحِ تو گر نغمہ سر کنند — ناہید ہم برقص در آید چو مشتری
بہرِ نثارِ مدحِ تو گلہائے بے خزاں — آوردہ ام ز گلشنِ سعدی و انوری
تا در بہار مہد گل آید بہ بوستاں — تا ماہی اندر آب نماید شناوری

ہر غنچۂ مرادِ تو خنداں چو گُل مدام
در باغِ روزگار بمانی بہ سروری

از جناب مولوی عبدالوہاب صاحب عندلیب حیدرآباد

طبع رسا شگفتہ بنوعِ دگر ہے آج — میرا نہالِ فکرِ سخن بار ور ہے آج
دل پر کسی کے حُسنِ عمل کا اثر ہے آج — ممدوح کی صفات سے دل باخبر ہے آج

وہ کون؟ جو رسول کا پیارا خدا کا دوست
رحمٰن کا حبیب شہِ دوسرا کا دوست

؎ ہستی ملک ولیک چو انساں مصوّری -

اصلاحِ اہل دین ہے مدِ نظر جسے　　خالق سے دردِ دل کا ملا ہو اثر جسے
اسلامیوں کی فکر ہے شام و سحر جسے　　وہ پیش رو کہ ملک کہے راہبر جسے
خدمت میں جب سے دین کی وہ وقف ہو گئے
بدعت کے داغ شرع کے پانی سے دھو گئے

دیکھے کوئی محافلِ میلاد کا وہ زور　　جذبات مذہبی کا وہ ہنگامہ اور وہ شور
مذہب سے بے رخی کا رہا اب دل میں چور　　پہلے تو چند نیک تھے اب ہیں کئی کرور
میلادِ شاہِ دیں کی یہ خوشیاں تو دیکھئے
ہاں ہاں ذرا یہاں کے مسلماں تو دیکھئے

یہ برکتیں ہیں حضرت صدرالصدور کی　　بنتی نہیں ہے بات جو فسق و فجور کی
تکمیل کی تمام ضروری امور کی　　ہے شان اب گزشتہ سنین و شہور کی
ملکِ نظام شکر ہے مذہب کا گھر بنا
مقبولِ بارگاہِ خدا ہر بشر بنا

ہر سال وعظ کہتے ہیں اپنے مکان پہ　　جس میں شریک ہوتے ہیں حضرات ذی اثر
سچ کہنے میں وہ تلخ بیانی سے ہیں نڈر　　کس درجہ ہیں وہ لوم سے لائم کے بےخبر
بتلاتے ہیں عیوب وہ آئینہ کی طرح
پختہ ہے یہ سخن مئے دیرینہ کی طرح

کتنا ہے ان کو مکتبِ حفاظ کا خیال　　دے کر وظائف ان کو کیا کس قدر نہال
پہلا سا اب دکن میں کہاں حافظوں کا کال　　حافظ بہت ہیں اب جو ہیں خوش حال خوش مآل
حفاظ کی وہ کرتے ہیں خاطر بلا کے گھر
خاطر میں ان کی عظمت قرآں ہے کس قدر

میلاد پڑھنے والوں کا بھی امتحاں لیا　　اشعارِ لغو پڑھنا پڑھانا مٹا دیا

اصلاح ملک کے لئے کیا کیا نہیں کیا / جو مُردہ شو ہیں ان کا بھی اک مدرسہ بنا

ہر جا کئی مدارسِ دینی بنا دئے

عرفان و حق پرستی کے چشمے بہائے

تبلیغ کا جو مدِ نظر انتظام تھا / اضلاع پر کئی جگہ یہ کام ہو چکا

وہ دن بہت قریب ہیں جب ہر تعلقہ / پائے جہاں میں نام وہ تبلیغ گاہ کا

اور کچھ یتیم خانے بھی ہوں تو عجب نہیں

ایسی اُمیدیں آپ سے کچھ بے سبب نہیں

اصلاحِ مسلمین کی مجلس کو دی مدد / تھے بدنما درست کئے اس کے خال و خد

ہر حصۂ دکن میں یہ مجلس ہے نامزد / ہے جس کا کام ملک میں اک قابلِ سند

سب کچھ یہ ہیں توجہِ عالی کی برکتیں

ہوتی ہیں نیک کام میں حق کی عنایتیں

لازم قرار دی گئی تعلیمِ مذہبی / رکھا نصاب میں سبقِ ملتِ نبی

تھی آگ کس قدر دلِ ممدوح میں دبی / اب دین میں فہیم ہیں لڑکے نہیں غبی

یارب دلِ حبیب میں کس درجہ سوز ہے

جو مصطفیٰ کے دین کا مشعل فروز ہے

درگاہ پر نہ آئیں بزرگانِ دین کی / یہ گانے والیوں کو ملا حکمِ نادری

یہ بدنمائی راہ کی بیجا قرار دی / باقی نہ راستوں پہ رہی ان کی دلبری

انساں کو سجدہ کرنے کی کردی ممانعت

بیشک جُدا ہے خالق و مخلوق کی صفت

رمضان کا یہ مدِ نظر احترام تھا / کوئی کھلا ہوا نہیں دار الطعام تھا

سڑکوں سے کھاتے پیتے گزرنا حرام تھا / ماہِ صیام واقعی ماہِ صیام تھا

بے وقعتی کا صوم کی کوئی نشاں نہیں
ہاں روزہ روزہ داروں کا اب رائگاں نہیں

ایامِ خیر میں نہ رہی بیع مسکرات
برکت کے دن جو تھے ہوئے ایامِ طیّبات
ممنوع بیع اندنوں تھی مسلموں کے ہات
بدکاریوں سے خلق کو دی آپ نے نجات

اسلام کی عجیب توجہ سے داشت کی
ہاں آخرت کے واسطے دنیا میں کاشت کی

کم فہم پادری ہوئے بے راہ رو اگر
سختی سے لی پھر آپ نے اُن کی وہیں خبر
اسلامیوں کے مقبرہ میں بن گیا تھا گھر
حُسنِ عمل سے آپ کے پھر دب گیا وہ شر

میدک کے پادری کا جو گھر منہدم ہوا
وہ کون اہلِ دین تھا جس نے نہ دی دعا

چھائی ہوئی ضلالت و بدعت تھی کس قدر
اچھے بُرے عقیدوں کی نکبت تھی کس قدر
دین اور اہلِ دین کی فضیحت تھی کس قدر
غفلت، مذلّت اور ہلاکت تھی کس قدر

شائع برنگِ مذہبِ ملّت جو زہر تھا
صاحب نے سمجھ سمجھ اسے ناپید کر دیا

خدماتِ مذہبی کا نہ تھا پہلے اہتمام
معمول یومیے تھے اگرچہ ہر ایک کے نام
تنخواہ اور معاش سے تھا صرف سب کو کام
کچھ فرضِ منصبی کا نہ ہوتا تھا انصرام

تنقیحِ کار اکمنۂ مذہبی ہوئی
ظاہر ہوئی جو بات تھی دل میں دبی ہوئی

واعظ جو اپنی شان کا واحد رسالہ ہے
اک دردمند کے دلِ سوزاں کا نالہ ہے
گو یہ دراز عمر نہیں چار سالہ ہے
لیکن شرابِ تلخ و کہن کا پیالہ ہے

جاری ہے موضع موضع میں صاحب کے حکم سے
مسجد ہو مدرسہ ہو جہاں چاہے دیکھئے

از جناب مولوی حافظ سیّد محمد احسن صاحب شوقؔ رائے بریلوی

روا ست لب بکشایم بحمدِ ربّانی ۔۔۔ کہ ذکرِ اوست دلم را غذائے روحانی
دلم ز دغدغۂ حشر زار می نالد ۔۔۔ کہ داستانِ معاصی ست سخت طوفانی
حدیث جز طلبِ مغفرت نمی گویم ۔۔۔ کہ بحرِ بخششِ یزدان ستاہم بہ طغیانی
مرا بہ ناصیہ سائی چو نیست کارِ دگر ۔۔۔ چگونہ بارکنم دعوئے سخندانی
کشیدہ از وطنم آب و دانہ سوئے دکن ۔۔۔ وگرنہ مدح کجا و کجا غزل خوانی
نماندہ آہ بہ گیتی کسے کمال شناس ۔۔۔ کجا روم بہ کہ گویم ز دردِ پنہانی
بدشت دور فتادم ز دوستانِ وطن ۔۔۔ روا ست نام نہادن مرا بیابانی
سفر وسیلۂ ظفر ست و ہم ستمگر لیکن ۔۔۔ بدل امید و لیکن پردہ یاس و حرمانی
بہار آمد و گل ہم شگفت لالہ بخند ۔۔۔ منم کہ سر بگریبان ز چاک دامانی

چہ جلوہا کہ فرو ریخت صبحِ ایمانی ۔۔۔ چہ نورہا کہ بنظّارہ گشت حیرانی
بیا بیا کہ نسیمِ سحر ہمی گوید ۔۔۔ بفرطِ شوق و مسرّت ز لطفِ یزدانی
زبانِ خامہ کشائی دُرِ معانی ہم ۔۔۔ کہ تا بہ صفحۂ زرّیں کند زر افشانی
چہ خوانم از رخِ نیکت چگویم از خوبیت ۔۔۔ کہ ذاتِ تُست بجملہ صفاتِ لاثانی
چو دستِ تُست گہر بار و ہم ہنر پرور ۔۔۔ بخلقِ عام تو گویم کہ ابرِ نیسانی
زمین فیض قدومِ تو با فلک گوید ۔۔۔ کہ کانِ گوہرِ نایاب و بحرِ عمّانی
بہا و رونقِ ملکِ دکن ز تست فزوں ۔۔۔ خوشا کہ عہدِ سعید است دورِ عثمانی
امیر ابنِ امیر و رئیس ابنِ رئیس ۔۔۔ سخن شناس و سخن سنج رشکِ سحبانی
معینِ ملّتِ دیں نائبِ رسولِ خدا ۔۔۔ ادیب و فاضل و صدر الصدور شروانی
طرازِ مدح ز مدحت طراز کے آید ۔۔۔ ہمیں بس ست کہ گویم حبیبِ رحمانی
ہمائے رفعت و اقبال زیبِ طرّہ تو ۔۔۔ مدام سایہ کُنِ تارکِ سلیمانی

نتادہ در رہِ امید شوقِ مدّاح
بدستِ تست علاجِ مریضِ روحانی

از جناب سیّد کاظم علی صاحب شوکت بلگرامی

حبیبِ قلبِ ہر مضطر طبیبِ درد ہر بے زر
رئیس بے نوا پرور رہیں لطفِ رحمانی

بحکمت ثانیِ لقماں علومش بحرِ ناپایاں
نثارِ نثر او سحباں فدائے نظمِ خاقانی

بیابد خلق جانِ تازہ از خلقِ حسینِ او
ببخشد خط و خالش مردہ دل را خطِ روحانی

ز تقریرِ فصیحش گوش دل شد چوں صدف پُر دُر
ز تحریرِ بلیغش قلب ناظر گشت نورانی

کلامش چوں کلامِ حق حیاتِ جاوداں بخشد
کہ نطقش آبِ حیوان ست بحرِ فیضِ انسانی

بہ زہد و اتقا گشتہ سمر چوں شمس در عالم
ریاضتہا ثمر کردہ باو از غیب ارزانی

ز عدل و داد او آزاد از غم داد خواہانش
ز ایفائے عہودش شاد و خرم روحِ ایمانی

ز دنیا مہر بگسستہ بعقبیٰ کار وابستہ
دلش با یار پیوستہ نہے توفیقِ ربانی

خدایش حامی و ناصر فدایش غایب و حاضر
خودش با شکرِ حق ذاکر بنعمتہائے سبحانی

ادیبِ عالم و عامل زاہلِ درد و اہلِ دل
بحالش لطفِ حق شامل ہمیشہ بس ثنا خوانی

براشعارِ گہربارش ز حسرت مُرد فردوسی
بہ بیں شوکت ز طوسی گوی سبقت بُرد شروانی

از جناب مولوی محمد ریاض الدین علی صاحب صدیقی ریاض

کس زباں سے ہو ادا شکرِ خداوندِ کریم
افسرِ اعلیٰ ملے ہیں خوش نصیبی سے رحیم

ذی وجاہت ذی مروت اور سنجیدہ مزاج
کچھ نہ پوچھو شان خودداری کے اوصافِ عمیم

عدل و احساں میں نہیں ہے دوست دشمن کا خیال
بے ریا دل آپ نے پایا ہے اور عقلِ سلیم

علم کا منشا بر اصلی فی الحقیقت حلم ہے — اور اس کا آئینہ ہے آپ کی طبعِ حلیم
ہے عمل کی شان بھی ہمراہِ علم و فضل کے — حضرت حسرت نے پائی ہے صراطِ مستقیم
دین سردارِ دو عالم ہی کے جب عالم ہیں آپ — کیوں عمل پیرا نہ ہوں از فضلِ خلاقِ علیم
پیرویِ شرع و سنت میں غنیمت فرد ہے — آپ کے اخلاق بھی ہیں پیروِ خلقِ عظیم
آپ کے دل میں محبت ہے رسول اللہ کی — ہے شریعت آشنا دل ہی طریقت مستقیم
نام سے ظاہر ہوا ہیں آپ رحماں کے حبیب — اسم رحمٰن کا اثر ہے آپ کی خوئے رحیم
مسندِ صدر الصدوری کھل رہی ہے آپ پر — مذہبی گلشن میں آئی ہے بہار افزا نسیم
کیوں نہ عمالِ صدارت کو بھلا پھر ناز ہو — خوبیٔ اعمال سے پایا ہے جب حاکم رحیم
قابلِ توصیف ہے شاہِ دکن کا انتخاب — قدر دانی سے یہاں نایاب قدر دیں ہیں مقیم
حیدر آبادِ دکن کو شکر کرنا چاہیئے — حامیٔ دیں کیوں کہ عالم دوست ہیں شاہِ فہیم

اب دعا پر ختم کرتا ہے ریاضِ کمتریں
سب کہیں آمیں انھیں رکھے خداوندِ کریم

ایک شکر گزار کے قلم سے

(مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ)

منبعِ علم و مرجعِ شرفا — زندہ فرمائے نام شروانی
ہے دکن تجھ سے آج نیشاپور — تجھ سے ہے نشرِ فضلِ خاقانی
تجھ سے پیدا ہے حکمتِ خیام — تجھ میں پنہاں ہے وصفِ عثمانی

خضر میرے لئے تھی تیری ذات
تجھ سے پایا یہ نیم جاں پانی

از جناب محمد عبدالرزاق صاحب حیدرآباد

مولوی شروانی صاحب سرو صدر الصدور ذاتِ او خورشیدِ تابان ست با فیض و نور
بے نصیب ہرگز نہ گشتہ ہر کہ آمد بر درش بہرہ ور شد از عطا ہم یافتہ عفوِ قصور

باد با اقبال دایم یا الٰہی در جہاں
بر سر فرزندگانِ خویش با فرح و سرور

از جناب محمد عبدالعزیز صاحب مولوی فاضل

کیواں جناب عرش خدم صدر یار جنگ گردوں شرف سپہر حشم صدر یار جنگ
عالی نسب ہے اور وہ والا حسب ہے کیا مردِ شریف نیک شیم صدر یار جنگ
بیکس کا دست گیر رئیسوں میں بے نظیر فخرِ خدیو و سنجر و جم صدر یار جنگ
کرتا نہیں ہے دیر غریبوں کے کام میں حاتم سے خیر میں نہیں کم صدر یار جنگ
ہر چند ہے امیر اگرچہ ہے وہ رئیس کھاتا ہے خستہ حال کا غم صدر یار جنگ
نامی ہے قوم میں وہ گرامی وطن میں ہے مقبولِ حق ہے حق کی قسم صدر یار جنگ
ہے اہل علم اور بڑا علم دوست ہے ہے صاحبِ کمال و قلم صدر یار جنگ
رکنِ رکینِ ملکِ دکن ہے وہ آج کل حکام وقت میں ہے حکم صدر یار جنگ
اس کی دیانت اہل دیانت کو یاد ہے ہرگز کرے نہ بیش نہ کم صدر یار جنگ

اوصاف اس کے مجھ سے بیاں کیا ہوں اے عزیز
معجز بیان ہے سحر رقم صدر یار جنگ

کھیر کی نظم

از جناب سید معین الدین صاحب منتظم پیشی

کھیر کی نظم قلم کیا لکھے ۔۔۔ لب ہیں جب اس کے حلاوت سے بندھے

کھیر کی نظم جو میٹھی نہ ہوئی ۔۔۔ یعنی سیٹھی جو لکھی خاک لکھی

لفظ ہوں نظم کے بس کھیر سے نرم ۔۔۔ شعر جو نکلے وہ ہو گرم سے گرم

دودھ سے بڑھ کے سفید آئے بیاض ۔۔۔ ید بیضا کو بھی شرمائے بیاض

روشنائی ہو گلابی ایسی ۔۔۔ سرخ ہلکی سی ملائی جیسی

مثل مکھن کے ہو چکنی تخئیل ۔۔۔ آگے اجمال کی کیجے تفصیل

شیروانی کا کرم ہے ہم پر ۔۔۔ اُن کے احسان بیاں ہوں کیوں کر

اُن کی بیگم ہیں مروّت والی ۔۔۔ ہمّت و جود و سخاوت والی

دونوں ہیں چشمۂ شیریں کی مثال ۔۔۔ مردُم و مور و ملخ جن سے نہال

سیر چشمی کا ٹھکانا نہ رہا ۔۔۔ تشنہ جو آیا پیاسا نہ رہا

ہاتھ دینے پہ ہیں مائل ایسے ۔۔۔ پُر ثمر شاخ جھکی ہو جیسے

لو ہمیں بھیجی ہے سرکار نے کھیر ۔۔۔ اب ہوں شکریہ میں شعر میں تحریر

ظرف پر کھیر کے ہو پہلے نظر ۔۔۔ یعنی وسعت میں وہ حوض کوثر

یا کوئی گنبدِ گردوں اوندھا ۔۔۔ دستِ اعجاز نے سیدھا تھا کیا

دیکھے پہلے بھی تھے چینی کے طبق ۔۔۔ لے گیا اس سے نہ پر کوئی سبق

کھیر سے بھر کے یہ حوضِ کوثر ۔۔۔ عرش سے کس نے اُتارا ہم پر

منجمد برف سا اک کھیر کا بحر ۔۔۔ سطح پر جس کی شکن اور نہ لہر

توت ذائقہ مژدہ ہو تجھے
ہاں سنبھل رال نہ تیری ٹپکے

رشکؔ[1] لائے ہیں کہ حصّہ بانٹو
منتظم پہلے قدح تم بھر لو

حصّہ کیا ۔ قدح کا بھرنا کیسا
دیکھتا تھا ۔ کہ یہ دل سیر ہوا

بھر لیا ہم نے قدح لو سارا
حوض پُر جیسا تھا ویسا ہی رہا

پھر نے لیجے چھکا سب کو دیا
مُنہ جو میٹھا ہوا دیتے ہیں دعا

یا خُدا ان پہ ہوں نازل برکات
اِن کے اعلیٰ سے ہوں اعلیٰ درجات

عالیجناب صدرالصدور صاحب کا مجرا

بنامِ خداوند ارض و سما
محمّد ساجس نے پیمبر دیا

دیا نور ایماں اُسی نے ہمیں
نہ اس نام پر کیوں درودیں پڑھیں

دکن حق یہ تو ہے اگر ہے غرور
کہ تجھ کو ملا ایسا صدر الصدور

وہ حامیٔ دیں اپنی خود ہی نظیر
بہ صورت امیر و بہ سیرت فقیر

عمل اس کے کیا ہیں اگر ہو سوال
وہ ہے قرنِ اولیٰ کی پوری مثال

سحابِ کرم ہند سے آگیا
فضائے دکن پر وہ لو چھا گیا

دکن پر جو چھائی گھٹا دور کی
برسنے لگیں بارشیں نور کی

ہوئے سبز سب بن کے مرغزار
سلامت رکھے اس کو پروردگار

وہ اسلام کا خاص رکنِ رکین
وہ ہے خاتمِ دیں کا گویا نگیں

دکن کے مسلمان خوابیدہ تھے
کچھ افعال بھی ناپسندیدہ تھے

---

[1] جناب حافظ احمد حسن خاں صاحب رامپوری تخلص بہ ادستاد "رشک"

جلا ان کو دی تم نے صدّ الصدور / گیا زنگِ کج مذہبی ان سے دور

دیا مذہبی جوش سے ان کو بھر / نبی خانہ گویا ہے ہر ایک گھر

ربیعین میں ایسے چرچے ہوئے / کہ میلاد کے خوب جلسے ہوئے

جدھر دیکھئے ذکرِ میلاد ہے / مسلمان ہر ایک دل شاد ہے

تکلف کا جلسوں کے کیا ہو بیاں / وہ آرائشوں سے تھے باغِ جناں

مُصر بانیٔ جلسہ تھے بالضرور / کہ ہوں صدر جلسے کے صدر الصدور

صدارت کو ان کی صدارت پہ ناز / ثقاہت کو ان کی ثقاہت پہ ناز

وہ بیٹھے تو کرسی چڑھی عرش پر / ملائک اتر آئے سب فرش پر

جو سلکِ گہر ان کی تحریر ہے / تو تقریر سیرۃ کی تفسیر ہے

احادیث و قرآں سے ثابت سبھی / نہ مشکوک ہو گی روایت کبھی

بیاں میں سلاست متانت کے ساتھ / وہ لہجہ کی نرمی حلاوت کے ساتھ

یہی وعظ ہے دل میں جو بیٹھ جائے / کوئی دوسرا وعظ ایسا سنائے

نہ مرکز سے تقریر ان کی ہٹے / خیال اہل محفل کا کیسے ہٹے

بہت میں نے دیکھے ہیں واعظ حضور / خطا ہو معاف اور یہ میرا قصور

کوئی غیظ و غصہ میں بھر جائے گا / روایات مہمل سے بھڑکائے گا

ہے موضوع تقریر بس واہیات / انھیں اور آتی نہیں کوئی بات

وہ آپے سے باہر یہ جوش و خروش / نہ جُبّے عمامہ کا پھر ان کو ہوش

روایات لایعنی بے پاؤ سر / مخاطب ہیں حضرت کے گویا کہ خر

نئی روشنی میں یہ اندھا بیاں / گئیں ان کی عقلیں خدایا کہاں

ملا ان کو لیکن ہے اب اہیر / وہ آجائیں گے دیکھ کر راہ پر

دکن کا یہ آئین ہے صاحبو / کہ پہناتے گجرا ہیں وہ صدر کو

ہوئے جس جگہ صدر صدر الصدور — بٹھایا گیا ان کو گجرا ضرور
دسمبر میں بیلا چمیلی کہاں — گلِ اشرفی کا ہی سکہ رواں
یہ ہی بحث جلسوں میں ہونے لگی — رہے شان اپنی ہی سب سے بڑھی
یہ محفل کا بانی ہے اب چاہتا — نہ ہو اس سے فائق کوئی دوسرا
تکلف میں ساز اور سامان میں — رقابت ہے جلسوں کی اشان میں
یہی حال گجروں کا ہونے لگا — کہ بھاری بنے ایک سے دوسرا
پرانی ہے اک کالی مسجد یہاں — ہوا جلسہ میلاد کا اب وہاں
وہاں بھی ہوئے صدر صدر الصدور — بٹھایا گیا گجرا با صد سرور
یہ گجرا تھا بیشک وبے اشتباہ — اقالیم کے گجروں کا بادشاہ
موٹائی میں قطر اس کا چار انچ تھا — محیط اس کا دیکھو تو اب کیا ہوا
وہ خرطوم تھی فیل کی بیگیاں — کمر بوجھ سے جھک کے ہو لی کماں
پہن کر کہے وعظ کس کی مجال — جو گردن سہے بوجھ بالکل محال
ابو الہول گجرا اماں الاماں — یہ تھی ٹھوس پھولوں کی اک کہکشاں
لٹکتے تھے تین اس میں گچھے بڑے — کہ تھے سترہ پھول جن میں گندھے
طبق سرخ اور سبز لپٹا ہوا — اور آمیز جس میں کہ تفتیش تھا
یہ گجرے کے سب ظاہری طور تھے — مگر راز پنہاں جو تھے اور تھے
یہ حسنِ عقیدت کے پھولوں کا ہار — یہ غنچے ہیں یا دل ہیں یہ سو ہزار
یہ دل ہو گئے نذر صدر الصدور — خوشا بخت یہ ہے عقیدت حضور
دلِ مومناں یوں مسخر کیا — زہے خُلق شروانی باصفا
وجاہت کا اب ہو گا کیا امتحاں — ملا ایسا گجرا کسی کو کہاں
نہیں کوئی شاعر ترا منتظم — نہ اس فن کا ماہر ترا منتظم

یہ ہے فیض تیرا کہ اس کا قلم ۔ رواں بھی ہے اور ہے بداہت رقم

بدولت تری اس کی بھی ہے نمود ۔ ترے بن وجود اس کا ہے بے وجود

دعا اس کی ہے تیرا اوجِ کمال ۔ بڑھے جس میں آئے نہ ہرگز زوال

یگانے ترے ساتھ خورسند ہوں

ترے دم سے وابستہ آنند ہوں

از جناب لطافت ابن نسیم میرٹھی

یا لبیب یا خطیب یا حبیب ۔ زادک عزا ھو اللہ الرقیب

اے عقلمند اے واعظ اے حبیب ۔ خدا نے نگہباں آپ کی عزت میں ترقی فرمائے

زادک فضلا علیم بالصدور ۔ صدرک شرحا ایا صدر الصدور

بھیدوں کا جاننے والا آپ کا مرتبہ بڑھائے ۔ اور اے صدر الصدور آپ کا شرح صدر کرے

اے امورِ مذہبی کی روح و جاں ۔ یہ لطافت آپ کا ہے میہماں

ھو ضیف طارق فی ارضکم ۔ معشر العلم الیّ عرضکم

وہ آپ کا مہمان ہے جو رات میں آیا ہے ۔ اے گروہ علم مجھ پر توجہ فرمائیے

یا نظام الدین یا خیر النظام ۔ قد نظمت لامر فی ملک النظام

اے امور دین کے ناظم اور اے بہترین منتظم ۔ آپ نے سلطنت نظام میں امور دین کو منظم کر دیا

ہے دکن بھی مرحبا کیا خوش نصیب ۔ جس کا قاضی تم سا علامہ لبیب

یا سلیمٰن ھدھد جاء الیک ۔ یبتغی الفضل الالٰھی لدیک

اے سلیمان آپ کے پاس ایک ہدہد آیا ہے ۔ جو آپ سے فضلِ الٰہی کا خواہاں ہے

یقتبس نورا لمن انوارکم ۔ بارک اللہ لفی اسرارکم

آپ کے انوار سے کچھ لینا چاہتا ہے ۔ خدا آپ کے اسرارِ علمیہ میں برکت دے

جئت فی البلدۃ من بعد مزید — غیر نصح الخلق شیئاً ما اُرید

میں اس شہر میں بہت دور سے آیا ہوں — خیر خواہی مخلوق کے سوا میں کچھ نہیں چاہتا

لست شیئاً غیر انی واعظ — اخطب الناس و ربی حافظ

وعظ کے سوا مجھے اور کچھ نہیں آتا — لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں خدا میرا حافظ ہے

اینہمہ گفتم ولے اندر بسیچ — بے عنایات حق ہیچم و ہیچ

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق — گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

اک نظر مجھ پر ہو خاصانِ خدا — جو بنا دے میرے مس کو کیمیا

گر خدا کا تم پہ کچھ احسان ہے — مستحق پھر اس کا یہ مہمان ہے

اے کہ منظورِ نظر عثماں توئی — ما استطعت من حلک بما ینبغی

یا الٰہی میں نے جو کچھ ہے لکھا — میرے مولانا کو کر اس سے سوا

مجھ کو حق گوئی عطا کر اے خدا — چاپلوسی اور خوشامد سے بچا

عاجزم ابنِ نسیم میرٹھی — فاغفر الذنب الجلی و الخفی

من لطافت صاحبِ جرم و خطا — عفو از وے ما خطی و ما نسیٰ

یہ ہیں وہ اشعار جن کو برملا

میں نے فوراً ہی کہا فوراً لکھا

میں اسی دم آتا ہی لکھتا چلا

قصائد عربیہ

لِحَضْرَةِ ذِی الرِّفْعَةِ الْعَلِیَّةِ وَالنَّادِیَةِ السَّنِیَّةِ ذِی السِّیْرَةِ

حضرت عالی شان صدر المجالس عمدۃ الخصائل بہجۃ الشمائل

الرَّضِیَّةِ وَالشِّیْمَةِ الْبَهِیَّةِ صَدْرِ الصُّدُوْرِ لِلْاُمُوْرِ الْمَذْهَبِیَّةِ بِالدَّوْلَةِ

صدر الصدور امور مذہبی سلطنت اسلامیہ آصفیہ

الْاِسْلَامِیَّةِ الْاٰصِفِیَّةِ مَوْلَانَا حَبِیْبُ الرَّحْمٰنِ الشَّرْوَانِی اَطَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی

مولانا حبیب الرحمٰن شروانی خدا ان کی عمر دراز کرے

بَقَاءَهٗ مَا تَعَاقَبَتِ الْغَدِیَّةُ وَالْعَشِیَّةُ - اٰمِین

جب تک دن رات باقی ہیں - آمین - آمین

لَا خَیْلَ عِنْدِی اُهْدِیْهَا وَلَا نَعَمٌ | لِحَضْرَةِ الصَّدْرِ صَدْرٍ مَاجِدٍ جَلَلٍ

نہ میرے پاس گھوڑے ہیں نہ مویشی حضرت عالی صدر الصدور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے

اَنّٰی وَهَیْهَاتَ اَنْ یُهْدٰی لِحَضْرَتِهٖ | هَدِیَّةُ الْخَیْلِ وَالْاَمْوَالِ وَالْاِبِلِ

(اور اگر ہوں بھی تو) ان کی خدمت میں اونٹ گھوڑے اور نقود ہدیہ پیش کرنا مستبعد ہے (غیر مناسب ہے)

فَاِنَّهٗ مِنْ ذَوِی عِلْمٍ وَقَدْ وَفَهِمٌ | صَدْرٌ کَبِیْرٌ سَمَا فِی الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ

کیوں کہ وہ علماء و فضلا کے ایسے صدر اعظم ہیں جو علم و عمل میں سب پر فوقیت لے گئے -

حَبِیْبُ رَحْمَانِنَا الْمِنْعَامِ خَالِقِنَا | سَامٍ رَفِیْعٌ الَّذِی مِنْ وَارِثِی الرُّسُلِ

؎ عالی قدر یعنی انہ من العلماء الذین ہم ورثۃ الانبیاء ۱۲

ہمارے رحمٰن کا حبیب ہمارے خالق کا مورد انعام عالی قدر بلند مرتبہ وارث الانبیاء -

اِنَّ الْهَدِیَّةَ مِنْ عِلْمٍ وَمِنْ کُتُبٍ | تَاللّٰهِ اَحْسَنُ اِتْحَافًا لِذِی نَبَلٍ

؎ رفیع الشان ۱۲

علم اور کتابوں کا ہدیہ خدا کی قسم صاحب مرتبہ کے لئے اچھا تحفہ ہے -

إِذِ التَّصَانِيفُ مِنْ أَفْلَاذِ أَفْئِدَةٍ ‏ كَالنُّورِ لِلْعَيْنِ وَالْأَحْدَاقِ وَالْمُقَلِ

اس لئے کہ تصانیف دل کے ٹکڑوں میں سے آنکھ کی تپلیوں کے نور کی طرح ہے

فَهَلْ سَمِعْتَ بِإِتْحَافٍ يُقَارِنُهَا ‏ فِي حَاضِرِ الْعَصْرِ أَوْ فِي الْأَزْمُنِ الْأُوَلِ

پس کیا تونے موجود اور گزشتہ زمانہ میں کوئی اس جیسا تحفہ سنا ہے

فَذِي التَّصَانِيفُ أُهْدِيهَا لِحَضْرَتِكُمْ ‏ أَرْجُو تَقَبُّلَهَا يَا لَيْتَ ذَالِكَ لِي

پس یہ تصانیف پیش خدمت کرکر قبولیت کا امیدوار ہوں کاش میری یہ امید بر آئے

أُهْدِي تَحِيَّةَ تَكْرِيمٍ لِرِفْعَتِكُمْ ‏ ثُمَّ الدُّعَاءَ بِحُسْنِ الْعَيْشِ وَالْجَذَلِ

ہو غایۃ السرور ۱۲

(اور آخر میں) خدمت والا میں ہدیہ سلام پیش کرتا ہوں۔ پھر اچھے عیش اور انتہائی سرور کی دعا

حَبِيبَ رَحْمَانِنَا لَازِلْتَ فِي رَغَدٍ

اے یا حبیب رحماننا بحذف کلمۃ النداء ۱۲ عفا عنہ ۔ اے سعۃ العیش

اے ہمارے رحمٰن کے حبیب تم ہمیشہ فراخ دستی میں ہو

مَعَ الْعَشِيرَةِ وَالْأَحْفَادِ وَالْخَوَلِ

اے الاولاد ۱۲ اے الخدام ۱۲

مع کنبے اولاد اور خداموں کے

من ناظمها و مُقْتَضِيهَا

المدعو المحمد ادریس کان اللہ لہ امین

ایضاً

بعد رفع التحیۃ الاسلامیہ الی فضیلۃ بحر العلوم النقلیۃ والعقلیۃ

بخدمت دریائے علوم عقلی ونقلی ۔ بعد ادائے تسلیمات اسلامیہ کے

فانی احمد اللہ بجمیع محامدہ کلہا علیٰ ہذہ الرویۃ السنیۃ واتمنی
پس میں خدا کا شکر کرتا ہوں اس کے تمام محامد کے ساتھ اس بہترین ملاقات پر۔ اور تمنا کرتا ہوں
من صاحب الماثر المشکورۃ والمناقب المبرورۃ الحدیث المسلسل بالاولیۃ
صاحب افعال حمیدہ مشکورہ اور مناقب مبرورہ سے حدیث مسلسل بالاولیہ کی۔ اور شکریہ
والشکر ذا الاخلاق المرضیۃ ابلاغ حاجتی واعتقد انہا مقضیۃ بمقتضی
ادا کرتا ہوں صاحب اخلاق پسندیدہ کا میرے حاجت کے پہونچانے پر اور اعتقاد کرتا ہوں
الحدیث الذی رواہ الطبرانی والبیہقی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابلغوا
کہ یہ صورت اس حدیث کے مضمون کے مطابق ہے جس کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور
حاجۃ من لا یستطیع ابلاغ حاجتہ فانہ من ابلغ سلطانا حاجۃ من لا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس شخص کی حاجت کو پہنچاؤ جو اس پر قادر نہ ہو۔ چنانچہ جو شخص کسی ایسے
یستطیع ابلاغہا ثبت اللہ قدمیہ علی الصراط یوم القیامۃ فہو محط رحال العلماء
شخص کی حاجت بادشاہ تک پہونچائے جو خود اپنی حاجت (بادشاہ تک) نہ پہنچا سکتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت میں
وقطب دائرۃ الفضلاء وان اشتیاقی الیہ کاشتیاق الارض المجدبۃ للغیث
پل صراط پر اس کو ثابت قدم رکھے گا۔ پس وہ قافلہ علماء کا پڑاؤ ہے اور دائرہ فضلا کا قطب اور میرا اشتیاق اس کی طرف
الہطال وکالظمآن لمورد الماء الزلال وقد اجاد من قال۔
مثل اشتیاق زمین قحط زدہ کے ہے موسلا دھار بارش کی طرف اور مثل پیاسے کی ہے شیریں پانی کے گھاٹ کی طرف کسی نے کیا اچھا کہا ہے:

وکدت اطیر من فرح وشوق　　لاشفی باللقی قلبا علیلا

میں خوشی اور شوق سے اڑنے ہی کو تھا تاکہ بذریعہ ملاقات دل کی بیماریوں کو شفا دوں۔

وکدت الیک اشکو ما اعترانی　　ولکن ما وجدت لذا سبیلا

اور میں نے اپنی تکالیف کی آپ سے شکایت کرنی چاہی لیکن مجھ سے اس کی کوئی صورت نہ بن پڑی

ولو انی لاجلک جئت سعیا | علیٰ عینی طفئت بذ الغلیلا

اگر میں اس کے لئے دوڑ کر آیا آنکھوں کے بل تو اس سے میں اپنی تشنگی رفع کر لیتا

ولو بدل المسیر مشیت عزا | علی رأسی لکان اذن قلیلا

اور اگر چلنے کی بجائے عزت سے سر کے بل چل کر آتا تو یہ بھی کم ہوتا۔

فیاطال ما کنت متعطشا الی لقائک ورؤیتک قبل استجلاء اشعة

پس جناب میں عرصہ سے آپ کی ملاقات اور دیدار کا پیاسا تھا آپ کی پیشانی کی شعاعوں

غرتک فتعارفنا بالارواح قبل خلق الاشباح وتخاطبنا بلاخلاص وان تباعدت

کے چمکنے سے پہلے۔ چنانچہ عالم ارواح میں قبل تخلیق اجسام ہمارا باہمی تعارف ہو گیا

للاشخاص و انی اعتذر لفضیلتکم فی اتصال المواصلة

اور مخلصانہ بات چیت ہو گئی۔ اگرچہ ابدان میں دوری رہی۔ اور میں آپ کی خدمت میں

قبل المکاتبة والمراسلة ولکن مع ھذا فان عشق الاذن

اس امر کی معافی چاہتا ہوں کہ ملاقات سے پہلے خط و کتابت نہ کر سکا۔ مگر باہمہ کانوں کا عشق آنکھوں

قبل عشق البصر وھذا مبتدی الحال فلا تسئل عن الخیر فحینئذٍ اتمثل

کے عشق سے پیشتر ہے اور یہ مبدا حال ہے خبر کی نہ پوچھئے۔ چنانچہ حسب حال ایک تمثیلی رباعی پڑھتا ہوں

باسلوب الحکیم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم ومثلکم من یقیل العثرات

بطریق محکم کہ یہ بہت بڑی قسم ہے اگر تم سمجھو۔ اور آپ جیسے لوگ لغزشوں سے در گذر کیا کرتے ہیں اور

ویستر خطل الھفوات والیٰ اسماعکم ما یناسب المقام۔

عیوب کلامی کی پردہ پوشی۔ اور مناسب مقام گوش گزار ہے۔

کانت مسائلة الرکبان تخبرنا | دوما عن بن رباح اطیب الخبر

قافلے والے ہمیشہ ہمیں ابن رباح کی اچھی خبر دیتے رہے۔

حتّٰی اجتمعنا فلا واللہ ما سمعت   اذنی باحسن مما قد رأی بصری

حتّٰی کہ ہم یکجا ہو گئے پس خدا کی قسم کانوں نے اس سے بہتر نہ سنا تھا جو آنکھوں نے دیکھا۔

وہا ہنا مسکت انف القلم فی تیار بحرکم المحیط الزاخر وطفقت انظم

لہٰذا آپ کے دریائے بے پایاں میں قلم کی ناک پکڑ کر ان جواہرات کا ہار منظم کر دیا۔ اگرچہ

عقود تلک الجواہر وان لم یسبق لی مع فخامتکم اجتماع ولا مخاطبۃ

پیشتر مجھے آپ کی خدمت میں اجتماع کا اتفاق نہ ہوا تھا نہ کوئی تحریری گفت و

بلسان الیراع فجاذبۃ العلم اکبر جامع وسبب ولحمۃ الادب اقوی

شنید تھی۔ اس اجتماع کا سب سے بڑا سبب جذبۂ علمی ہے۔ ادبی رشتہ نسبی رشتے

من لحمۃ النسب   والاعتراف یزیل الاقتراف والحاصل ان

سے زیادہ قوی ہے۔ اور اقرار قصور کو زائل کر دیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تمام فضائل

جمیع الفضائل عنکم مکتسبۃ والیکم بغیر شبہۃ ولا ریب منتسبۃ فیا

ایسے حاصل ہوئے ہیں اور بے شک و شبہ آپ ہی کی طرف منسوب ہیں

جلیل القدر والمرتبۃ لا تؤاخذ مسکینا ذا متربۃ الی ذاتکم الکریمۃ

پس اے جلیل القدر والمرتبہ مسکین صاحب فقر سے مواخذہ نہ کیجئے۔ آپ کی ذات کریم

یزف الدرۃ الیتیمۃ مع اشارات الیکم یرویہا وان الہدیۃ علی مقدار

پر انمول موتی نثار ہیں۔ مع ان اشاروں کے جو آپ کے سامنے بیان ہوتے ہیں۔

مہدیہا فانظروا بعینی الانتقاد الیہا وامیطوا ما ران من الزلل علیہا

اور بتحقیق ہدیہ۔ ہدیہ دینے والے کی مقدار کے موافق ہوتا ہے لہٰذا آپ اس پر پرکھنے والی نگاہ ڈالیں

لا فنتم تقلدون الاعناق منا وتدخرون عند اللہ اجرا حسنا وزال

اور مجبوری لغزشوں سے درگذریں۔ آپ ہمیشہ گردنوں میں احسان کا ہار ڈالتے رہتے ہیں

کل ناطق بالضاد ینشر فضائلکم وفواضلکم ویشکر مآثرکم وشمائلکم

اور اللہ تعالیٰ کے پاس اجر حسن جمع کرتے رہتے ہیں اور ہر ناطق بالضاد (عربی داں) ہمیشہ آپکے فضائل

آمین آمین حتی اضیف الیہا ملایین ....

ومناقب کی اشاعت کرتا ہے اور آپ کے عادات و اخلاق کا شکر گزار رہو - آمین آمین لاکھوں لاکھ

الیوم وصلك بالقا احیانی | فی کل اونتہ من الاحیانی

مدت العمر میں آج آپ سے ملاقات کا اتفاق ہوا

بشرای سرت بالمنی اعیانی | من بعد سھد برئہ اعیانی

بشارت ہو میری آنکھوں کو پیدائش کے بعد جب سے ہوش سنبھالا ہے اب مراد کو پہنچیں

فتمتعی یا مقلتی بشھود من | اثنی علی اخلاقہ الثقلان

پس اے پلک فائدہ حاصل کرو اس شخص کے سامنے حاضر ہو کر جس کے اخلاق کی تعریف دنیا کرتی ہے

فھو اللبیب ولب کل فضیلۃ | وھو الحبیب لربنا الرحمٰن

وہ ایک عقلمند ہے اور جملہ فضائل کا خلاصہ اور وہ خدائے رحمٰن کا حبیب ہے

صدر الصدور وصدر یار جنگ من | لم یختلف فی فضلہ اثنان

صدر الصدور اور صدر یار جنگ جس کی فضیلت میں دو نے بھی اختلاف نہیں کیا

ھو خیر من افتی وحرر فارتقی | اعلی المراتب و انتھی بزمان

وہ بہترین مفتی ہے پس چڑھ گیا اعلیٰ مراتب پر اور بڑھ گیا زمانہ پر

ھو اوحد العلماء والحبر الذی | یدعونہ بالقدوۃ الشروانی

وہ یکتائے علما ہے جس کو لوگ سردار شروانی سے پکارتے ہیں

ھو احفظ الحفاظ والعقلاء | والفقھاء من قاصی لبلا دودانی

وہ قریب و بعید شہروں کے حفاظ عقلا اور فقہا سے بڑھا ہوا ہے

ھو روح حیدرباد بل وسرورھا | وضیاء عین کما لہا الانسانی

وہ حیدرآباد کی روح بلکہ سرور ہے | اور چشم انسانی کی کمال روشنی

ھو کھرباء حبورھا وطبیبھا | من داء جھل العلم والعرفان

وہ مفرح کہربائی ہے اور علم و عرفان کے مرض جہالت کا طبیب

ھُو غرۃ العصر الوحید وزینۃ المجد الفرید وسلم الاوطان
زمانہ کی روشنی ۔ بزرگی کی زینت اور منزل مقصود کی سیڑھی

ھو شیخ اسلام لہ البحر انتمی | وکذ اللباب بغایۃ الاتقان
وہ شیخ الاسلام کہ دریا بھی اس سے نسبت چاہتا ہے نیز ہوشیاری نہایت استحکام کے ساتھ

ھو عمدۃ فی حل کل عویصۃ | من حاز فی الافتاء خُصل رہان
وہ پیچیدہ کلام کے حل کرنے میں بہت عمدہ ہیں جس نے افتا میں گھوڑ دوڑ جیتی

تتضائل الافھام فی بسط الثنا | عن فضلہ ویکل کلّ لسان
سمجھ اس کے فضائل کی تعریف سے عاجز ہوگئی ۔ اور تمام زبانیں تتلا گئیں

جمع العلوم فکان فی افتائہ | ثبت الانام وحجۃ الاکوان
وہ علوم کی جماعت ہے اس لئے اس کا فیصلہ لوگوں کے لئے ثبات اور دنیا کے لئے حجت ہے

حمل الشریعۃ والحقیقۃ والعلا | فغدا لدیہ کل صعب ھان
حامل شریعت وحقیقت ورتبۂ عالی ۔ پس اس کے نزدیک ہر دشوار آسان ہے

ورقی مقاما بالفضائل باذخا | امسی یشیر الیہ کل بنان
فضائل کے سبب وہ مقام عظمت حاصل کیا کہ ہر شخص (چاند کی طرح) اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے

قد فاق فی التحریر والتحبیر من | سلفوا من الفصحاء بالرجحان
تحریر و تقریر میں گزشتہ فصحا سے ترجیح میں فوقیت لے گیا

قدماہ قد رسخت رسوخ الطود فی | مرساہ بالتمکین عن ایقان
اس کے قدم مضبوط ہو گئے مثل مضبوط جمنے پہاڑ کے اپنی جگہہ پر یقین پر قدرت کے سبب

فھو المحقق والمدقق من حوی | قصبات سبق الفضل فی المیدان
پس وہ محقق ہے مدقق ہے کہ فضیلت کے میدان میں سبقت کی جھنڈیاں جمع کریں

علم من الاعلام اید اسمہ | بالارتفاع فجل عن نقصان
نشانیوں میں سے ایک نشانی ۔ اس کے نام کی شہرت سے تائید ہوا اور نقصان سے محفوظ ہے

من علمه المشهور حير عالما | والعلم افخر حلة ومكان

اس کے مشہور علم نے ایک عالم کو حیران کر دیا۔ فخر علمی جملہ مراتب سے بڑھا ہوا ہے

انی نظمت من البدیع قلائدا | فیه تفوق عزیزة الاثمان

میں نے علم بدیع سے ہار بنایا ہے۔ اس میں فوقیت ہے کھرے داموں پر

وتلوت مدحته بجادلة | اسنادها یعزا الی حسان

اور اس کی تعریف بڑے دلائل سے بیان کی ہے اور اس کی سند اچھے لوگوں کی طرف منسوب ہے

قد کان خیر الرسل ینصب منبرا | دوما له فی مسجد بتهان

مسجد تہان میں ہمیشہ رسول صلعم کے لئے منبر قائم کیا جاتا تھا۔

لعزة الشعر المهم وفخره | من سالفا لاحقاب الازمان

شعر کی اہمیت اور اس کا فخر گزشتہ بیسیوں سال سے غالب ہے

فبه لقد تقض الحوائج للذی | قد رامها من ای ما انسان

اس کے ذریعہ ضروریات پوری ہوتی ہیں اس کی جو اس کا قصد کرے کسی شخص سے

ولسوء حظی قد عهدت هدیة | وقصیدة تروی جوی اشجانی

میری بدقسمتی کہ میں نے ایسے ہدیہ اور قصیدہ کی تلاش کی جو میرے پرانے غموں کو تازہ کرتا ہے

وعریضة قد رمت منك وصولها | مع حسن تصدیق من الاعیان

میں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اعیان سے تصدیق کرا کر

فلدی والدة هناك ضعیفة | تبکی علی حالی بدمع قان

میری والدہ ضعیفہ میرے ساتھ ہیں جو میرے حال پہ جھکتے آنسو روتی ہیں

ارجوك فضلا ان تتم مطلبی | فعلا یدیك نتیجة البرهان

میں آپ کے فضل سے امید کرتا ہوں آپ میرا مطلب پورا کر دیں دلائل کا نتیجہ آپ کے ہاتھ میں ہے

فارحم اذن حسرات فقری انني | قاسیت اعظم شدة وهوان

بس اب میرے فقر کی حسرتوں پہ رحم کیجیے میں نے بڑی سختی اور ذلت برداشت کی ہے

والیك اهدی حسن شعر خالدٍ | لاحت مفاخرہ کفجرٍ شان

اور خالد کے عمدہ شعر آپ کو ہدیہ دیتا ہوں جن کے مفاخر صبح صادق کی طرح روشن ہیں

ولك الدعا منا بملتزم سعی | و کذ حطیم البیت والارکان

اور آپ کے لئے ہماری دعائیں ہیں ملتزم میں حطیم میں اور ارکان میں

واد امك المولی مع الانجال فی | عزٍ لعید النصف من شعبان

اللہ تعالیٰ آپ کو مع اولاد کے ہمیشہ عزت میں رکھے عید شب برات کی برکت سے

فی لیلة ذکرت باوضح آیة | قد سطرت فی محکم الفرقان

وہ شب جس کا ذکر آیت میں واضح ہے۔ قرآن شریف میں مذکور ہے

ناظمها و مقدمها عبد المحسن بن محمد المکی الشهیر بالصحاف

شاعر الحجاز عام ۱۳۴۵ الالف والثلاثمائة والخمس والاربعین۔

حیدرآباد دکن بازار گھانسی میان نمبر مکان

(۳۶۰۴)

هذه القصيدة في مدح صاحب المقام الرفيع والجناب المنيع صدر الصدور شيخ الاسلام مولانا حبيب الرحمن الشروانی وتهنئته بتمام الحج والزيارة والرجوع بالسلامة والكرامة دام الله له ذلك آمين

لاح للناظرين برق يماني | فيه بشرى لكل قاص ودانی

دیکھنے والوں کے لئے برق یمانی چمکی اس میں بشارت ہے ہر قریب و بعید کے لئے

وتبارت نسائم البشر تهدى | بعد طول البعاد بشرى التدانی

خوشخبری کی نسیم نے ہدیہ دینے میں سبقت کی درازی بُعد کے بعد قرب کی بشارت کا

وتحلت عراس الدوح بالنو | ر وغنت عنادل الاغصان

درختوں کی شاخوں نے کلیوں کا زیور پہنا اور بلبلوں نے ان پر چہچہانا شروع کیا

واستهلت مدامع السحب من فر | ط سرور بصيب هتان

ابر غلیظ فرط خوشی سے موسلا دھار آنسو بہانے لگا

وتجلى صبح المسرة بالقر | ب وولت غياهب الاحزان

روشن ہوئی مسرت کی صبح بسبب قرب کے اور غموں کی تاریکیاں بھاگ گئیں

ثم تمت والحمد لله إذ أشـــرقت الشمس للانام الأمانی

پھر تمام ہوگئی الحمد للہ - جبکہ لوگوں کے امان کا سورج چمکا

شمس فضل يدعى وقل له ذا | ك بصدر الصدور فی ذا الزمان

فضیلت کا آفتاب جو اس وقت صدر الصدور کے خطاب سے پکارا جاتا ہے اور یہ اس کے لئے کم ہے

وبشیخ الاسلام وهو لعمر الحـــق شیخ الاسلام والایمان

اور شیخ الاسلام - اور وہ حق کی قسم شیخ الاسلام والایمان ہے

وحبیبُ الرحمٰنِ یسمّٰی بحقٍ | فالمسمّٰی والاسم موتلفان

اور اصلی نام حبیب الرحمٰن ہے پس اسم اور مسمّٰی دونوں موافق ہیں

ینتمی للائمۃِ السادۃ القا | دۃ اہل الکمال من شروان

شروانیوں کے اہل کمال بزرگ سرداروں سے منسوب ہیں

لم تزدہ الاسماء معرفۃً بل | یعلاہ تعرّفتُ فی الاکوان

ناموں نے اس کی تعریف نہیں کی بلکہ دنیا میں میں نے اس کے مرتبہ سے پہچانا

واتی ذکرھا لمدحٍ کما فی | ذکرِ اسماءِ اللّٰہِ فی القرآن

مدح میں ناموں کا تذکرہ اسی طرح آگیا ہے جیسے قرآن میں خدا کے ناموں کا تذکرہ

زار اُمّ القریٰ فسرّت بہ الانحاء منھا والبیت ذو الارکانِ

مکہ کی زیارت کی پس خوش ہوئے اس سے اطراف اور کعبہ صاحب ارکان

طافَ بالبیتِ خاشعًا وسعیٰ مبتھلاً فاستجیبَ بالغفران

کعبہ کا طواف خوشی سے کیا اور عاجزی کے ساتھ سعی کی پس مغفرت کے ساتھ قبول ہوئی

وسما صاعدا الی عرفاتٍ | فحیاہ الالٰہ بالرضوان

اور جبل عرفات پر چڑھے پس اللہ نے ان کو خوشنودی کا عطیہ دیا

وانثنی راجعًا لجمعٍ وناجی | ربّہ حین ضمہ المشعران

اور واپسی میں مزدلفہ کی طرف رخ کیا اور مشعر الحرام کے پاس خدا سے مناجات کی

والیٰ بعدھا منیً ثمّ وفّی | کلّ اعمالِہ بلا نقصان

ان کے بعد منا میں آئے پھر اپنے تمام کاموں کو بلا نقصان پورا کیا

وبطابیۃ فنال مُناہ | مِن جنی روضِھا الینیع الدانی

پھر مدینہ منورہ کا قصد کیا اور وہاں کے باغ کے پختہ اور قریب کے میووں کو چن کر مراد کو پہنچے

وانبری قافلاً الی الھندِ والھند الیہ شدیدۃ التحنان

اور چلے ہند کو واپس ہو کر اور ہند اس کا بیحد مشتاق تھا

فاتی دکناً وقد نشرت فیھا لاقبالہ بنود التھانی

پس آئے دکن میں اور لہرائیں اس کے استقبال میں مبارک باد کی جھنڈیاں

وتلقتہ حیدرآباد بالبشر وتاھت بہ علی البلدان

اور ملا اس سے حیدرآباد خوش آمدید کے ساتھ اس لئے شہروں پر فوقیت لے گیا

فھنیاً لہ بمبرور حج | حاز فیہ الرضا من الرحمن

پس مبارک ہو اس کو حج مبرور جس میں حاصل کی رحمن کی خوشنودی

وبأوب الی المقر بخیر | سالماً من طوار الحدثان

اور حوادث راہ سے سلامتی اور خیریت کے ساتھ وطن کی واپسی (مبارک)

بل ھنیاً لذا الدکن والھند جمیعاً وسائر الاکوان

بلکہ یہ دکن اور تمام ہندوستان اور تمام ملک مبارک

ھو فی العلم جھبذ ما لہ فی | عصرہ فی علومہ من مدانی

وہ علم کا عارف ہے اپنے زمانہ میں اس کے علوم کا کوئی مقابل نہیں

جامع للعلوم عقلاً ونقلاً | غایۃ فی التحریر والاتقان

علوم عقلی ونقلی کا جامع تحریر و تقریر کا منتہی

یوضح المشکلات فی کل علم | بمنیر التحقیق والتبیان

ہر علم کی مشکلات کو عمدہ تحقیق و بیان سے واضح کرتا ہے

ما دجت شبھۃ علی الدین الا | وجلاھا بساطع البرھان

دین پر کوئی شبہ نہیں پڑا مگر اس کو روشن دلائل سے رفع کر دیا

لازم للعفاف والفضل والتقوی مکین فی طاعۃ الدیان

پاکدامنی۔ فضل اور تقوی کو لازم ہے خدا کی طاعت میں متمکن

باسط بالندی یدیہ فکم اغنی فقیرا وفک اغلال عانی

سخاوت میں اپنے دونوں ہاتھ کشادہ کئے ہوئے ہیں کتنے فقیروں کو غنی کر دیا اور داد خواہ کو ظلم سے چھڑایا

بل یداہ بالجودِ عینانِ او نہرانِ او زاخرانِ فیّاضانِ

بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بخشش میں دو چشمے ہیں یا دو نہریں یا فیاضی کے دو بحر عمیق

یمطر الناس منہما کل حین بالہا عارضانِ منہمران

برساتا ہے اُن سے لوگوں پر ہر وقت عطایا - گویا وہ دونوں بادل ہیں برسنے والے

فیہ بعد الآنِ فلنضرب الامثال بین الانام فی الاحسان

اس کے بعد ہم کو چاہئے کہ لوگوں میں اس کے محاسن کو ضرب المثل بنا لیں

ولندع ذکر طیّئ و بنی بر مکٍ والباذلین من شیبان

اور ہم کو طے اور بنی برمک اور اسخیا رشیبان کا تذکرہ چھوڑ دینا چاہئے

مع عزمٍ کانّہ لقضاءِ اللّٰہ الفٌ فلیس یفترقان

اس ارادہ سے کہ گویا یہ (ضرب المثل) قضاء الٰہی سے ایسی مانوس ہو کہ دونوں جدا نہیں ہو سکتے۔

وصوابٍ فی الرای تحسب انّ الغیب ما زال عندہ کالعیان

(اس کی) رائے صائب (تو ایسی ہی) گویا غیب ہمیشہ سے اس کے نزدیک عیاں ہے

وخطابٍ فصلٍ یجلّی بہ ما کان من مشکلٍ باحلی بیان

فیصلہ کن خطاب جس کے عمدہ بیان سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے

واعتصامٍ بکلّ خلقٍ شریفٍ واجتنابٍ للشین فی کلّ شان

ہر عمدہ اخلاق پر دسترس - اور ہر حالت میں مایوس سے اجتناب

وکمالٍ فی کل شیئٍ فسبحا نَ العظیم المواہب المنّان

اور ہر شے میں کمال ہے سبحان اللہ العظیم

ایّہذا الامام دمت بسعدٍ وہناءٍ فی العیش واطمئنان

اے امام تو ہمیشہ سعادت . مبارک بادی عیش اور اطمینان میں رہے

ھاکَ مدحاً املاہ فکری ممّا قد وعتہ من ذکرک الآذان

یہ تیری مدح ہے جو میری فکر نے لکھائی ہے ان تذکروں میں سے جو کانوں میں جمع تھے

واسدل العفو عن قصوری وتقصیری فعلیاك فوق كل بیان

میرے قصوروں پر معافی کا پردہ ڈال دیجئے۔ آپ کی شان ہر بیان سے بالا ہے

وسلام علیك ابقاك مولا ك لنشر العلوم والعرفان

اور تم پر سلام خدا آپ کو اشاعت علوم اور معارف کے لئے ہمیشہ باقی رکھے

عبدالرحمن بن یحیی الیمانی

ایضاً

المهدا والمحرر مهمل لعلاه الملك حامل لواء العلم والعدل

ہدایا اور قصاید سب لغو ہیں بسبب عالی (مرتبہ) ہونے بادشاہ کے جو علم اور عالم کے

العالم الهمام رحم الله والده وعمر معاهده واهلك حساده و

انصاف کے جھنڈے کا حامل ہو - بہادر ہے - رحم کرے اللہ اس کے والد پر اور معمور رکھے

ادام اولاده واعلا اعلامه واعاد اعوامه واطال عمره وسهل امره

اس کے مکان مرجع الخلایق کو اور اس کے دشمنوں کو ہلاک کرے اور اس کی اولاد کو ہمیشہ رکھے اور اس کے

واعطاه مراده وسدد کلامه الا وهو السرکار الکامل الاوحد والاسد

جھنڈے بلند کرے اور اس کے سنین کو واپس کرے اور اس کی عمر دراز کرے اور اس کا کام آسان کرے اور اس کی مراد پوری

لمهند الحسام الصارم الصادع الاوطد السلام علی مالك امور الامم والعوالم

کرے اور اس کے کلام کو مضبوط کرے۔ آگاہ ہو وہ سردار ہو کامل ہو یکتا ہے اور شیر نیستاں شمشیر براں گرانے والی مضبوط۔ سلام ہو

وحاکم الدوائر والعساکر ومؤسس المدارس والمعالم الساطع هلاله علی سماء

امور عالم اور قوموں کے مالک پر۔ عدالتوں اور لشکروں کے حاکم پر اور مدارس و علامات مرتفعہ کے قائم کرنے والے پر مکارم

المکارم سهام الاعداء وسمامها المصادم اسئله سر المدح اورده المرام

اخلاق کے آسمان پر اس کا چاند۔ دشمنوں کو مٹانے والے تیر کا نوک دار پھل ہو۔ میں اس سے نظم مدحیہ کی اجازت

اعادہ مولاہ الصمد الی کل موسم وعام وللہ اامل اصلاح امرہ علی الدوام

چاہتا ہوں جو مونہ مقصد ہو۔ خدائے پاک ہر موسم اور ہر سال میں اس کو قائم رکھے۔ اور اللہ سے امید کرتا ہوں اس کی

اللھم اسمع دعاء صعد الی الملاء الاعلاء۔

درستی امر کی ہمیشہ۔ اے اللہ ملاء اعلیٰ تک پہنچنے والی دعا کو سن لے۔

سعد اعاد سرورہ الاسلام   وروا سرور سطورہ الاکرام

نیک بخت ہے مکرر کیا اس کے سرور کو اسلام نے اور اکرام نے اس کے سرور کی صف کو بھرپور کر دیا

ھمم الی ھام السماک محلھا   ومحامد لسماعھا الھام

ہمتیں ہیں جن کا مقام سردار اعلیٰ ہے اور محامد سردار کے سنانے کے لئے۔

ملک المراحم والمکارم والعلا   ساد الملوک والاحم معصام

مراحم و مکارم کا بادشاہ اعظم ہے۔ بادشاہوں پر حکومت کی اور ظاہر ہوا پشت پناہ بن کر

کم طائر امسی لوصلک صادحا   والاسمک الاعلا لہ الھام

کتنے پرندے شام کو تیرے وصل میں اور تیرا بلند نام لے کر بولتے ہیں کہ اس کو سرداری ہو

ولکل اصل للصلاح معاھد   ولہ الی الحرم الحرام رکام

ہر قوم اپنے مفاد کے لئے کسی جگہ جمع ہوا کرتی ہے مگر اس کے لئے حرم محترم جائے اجتماع ہے

طود العوائد دام ملکک واحدا   ما رد ال او اعد وعام

عطایا کا یکتا پہاڑ۔ آپ کا ملک ہمیشہ رہے۔ نہ رد کیا گیا کمی کرنے والا بلکہ نہ جتایا گیا فخر

او ماحدی حادلدی المسعی وما   لو ھادھا الاھدا التو کرام

یا نہ گایا گانے والا (اونٹوں کو) تیز چلانے میں۔ اور نہ یہ کہ اگر نرم آواز سے چلاتا تو بزرگ کو تکلیف ہوتی

صلی الالہ علی الرسول محمد   طہ وال ما سرا اعلام

اور اللہ رحمت بھیجے رسول صلعم محمد پر جو طہ ہیں اور ان کی آل پر جب تک نشان بلند ہوں

ناظمھا ومقدمھا لمقام مکرم العالی الملوکی عبدالمحسن بن محمد المکی الشھیر بالصحاف

شاعر الحجاز۔ عام الالف والثلاثمائۃ وخمس فی اربعین۔ بازار گھانسی خان نمبر مکان ۳۷۰۴ حیدرآباد

(دکن)

القصيدة المدحية

تهنى

لحضرة ذى الجناب الاكرم والمقام الافخم صدر الصدور للامور المذهبية بالدولة الاسلامية الاصفية مولانا حبيب الرحمن الشروانى اطال الله تعالى بقاءه ومتع بفيوضه الاقاصى والادانى آمين

المهدى محمد ادريس الكاندهلوى كان الله واهله آمين

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

اِلٰى شَيْخِ اِسْلَامٍ نَبِيْلٍ مُفَخَّمٍ	حَبِيْبِ الرَّحْمٰنِ حَبِيْبٍ مُعَمَّمٍ[1]
شیخ الاسلام صاحب فضل ونجابت ومحترم	مولانا حبیب الرحمن صاحب حبیب معمم (صاحب عمامہ) کی طرف
وَحِيْدٍ فَرِيْدٍ جَامِعِ الْفَضْلِ وَالتُّقٰى	وَقُدْوَةِ اَعْلَامٍ هُمَامٍ وَاَفْخَمٍ
جو کہ یکتائے زمانہ اور جامع علم وتقوی	اور قدوہ علماء اعلام اور معظم ومحترم ہیں
تَقِيٍّ نَقِيٍّ مَاجِدٍ مُتَوَاضِعٍ	يُلَاقِيْ بِوَجْهٍ ضَاحِكٍ مُتَبَسِّمٍ
پاک وصاف بزرگ ومتواضع	خندہ پیشانی اور تبسم کے ساتھ ملاقات فرمانے والے
وَاَكْرِمْ بِحَبْرٍ عَالِمٍ مُتَبَحِّرٍ	وَاَعْظِمْ بِهٖ اَعْظِمْ بِهٖ ثُمَّ اَعْظِمٍ
کیا ہی عمدہ متبحر عالم ہیں	اور کیا ہی بڑے اور بزرگ ہیں

---

[1] حبیب جب کہ مرد ہو تو اس کو حبیب معمم (صاحب عمامہ) سے تعبیر کرتے ہیں اور جب کہ مونث ہو تو اس کو حبیبہ مقنع یعنی صاحبۃ القناع اے صاحبۃ الخمار سے تعبیر کرتے ہیں ۱۲ منہ عفا عنہ

وقد علم الاقوام علان حقه ... اذا کلت الافواه وقت التکلم

آپ کا حق کو علی الاعلان کہنا سب کو معلوم ہے ... جس وقت کہ دوسری زبانیں اظہار حق سے عاجز ہوں

فیعرف معروفا و ینکر منکرا ... علی رغم حساد علی رغم لوم

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے ہیں ... اگرچہ حاسدین ولائمین خاک آلود ہوں

سلام شذاه نفحة عنبرية ... یباری سناه نور بدر وانجم

آپ پر ایسا سلام ہو کہ جس کی خوشبو عنبری ہو ... اور جس کی روشنی ماہتاب اور ستاروں کی روشنی سے مقابلہ کرتی ہو

تحية تکريم يليق بشانکم ... واهدی دعاء بالجنان المصمم

اور تحیۂ تکریم جو جناب کی شان کے مناسب ہو ... اور دعائے مخلصانہ ہدیہ میں پیش کرتا ہوں

فانک للاسلام فخر و بهجة ... وصدر الاسلام و دين متمم

اس لئے کہ آپ اسلام کے فخر اور رونق ہیں ... اور صدر الاسلام والدین ہیں

ورثت نبی الله علما و حکمة ... فما ايمن التوريث سبحان منعم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و حکمت کے وارث ہیں ... سبحان اللہ کیا مبارک توریث ہیں

وانک معوان وانک مفضل ... وانک للراجين خير ميمم

اور آپ بہت بڑے صاحب فضل اور لوگوں کے مددگار ہیں ... اور امیدواروں کے بہترین مقصد ہیں

وفضلک ممطور لغاد[1] ومدجن ... وظلک ممدود کظل المقطم[2]

آپ کا فضل بادل کی طرح برستا ہے ... اور آپ کا مبارک سایہ مقطم پہاڑ کے سایہ کی طرح دراز ہے

وانک مامول وانک مرتجی ... لحدثان ايام لدی کل معظم

اور آپ جائے امید ہیں ... جب کہ کوئی حادثہ اور امر عظیم پیش آئے

فليس ببدع ان يومل آمل ... بلطف حبيب بالمعالی موسم

پس اگر کوئی امیدوار مولانا حبیب الرحمن جو کہ معالی و مکارم ... کے ساتھ موصوف ہیں ان کے الطاف کی امید کرے تو کوئی مستبعد نہیں

---

[1] الغادی۔ السحاب الذی ینشاء غدوة والمدجن السحاب الکثیر المطر ۱۲ [2] قوله المقطم۔ المقطم جبل کبیر من جبال مصر ۱۲

ولا تحسبنی کامرئ لیس شاکرا — لمنعمہ داب الکفور المذمم

اور مجھ کو ایسا آدمی نہ گمان فرمائیے کہ جو اپنے منعم و محسن کا — شکور نہ ہوتا ہو جیسا کہ برے آدمیوں کا طریقہ ہے

فانی الی الصدیق اعزی وانتمی — حسیب نجیب کالوشیج المقوم

کیوں کہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہوں — اور حسیب اور نجیب ہوں

وانی وان اتحفتکم بقصیدۃ — کعقد اللآلی والجمان المنظم

اور میں نے اگرچہ آپ کی خدمت میں ایسا قصیدہ تحفۃً — پیش کیا ہے کہ جو موتیوں کے ہار کے مشابہ ہے

ولکنہ المسبوق واللطف سابق — فما الفضل والتشریف الا لاقدم

لیکن یہ ہدیہ مسبوق و متاخر ہے اور آپ کا لطف کرم — سابق و مقدم ہے پس فضیلت اور شرف مقدم ہی کے لئے ہوگا

وھذا ثناء ما تعبت بنظمہ — لانی راو من صفاتک فاعلم

اور میں نے اس نظم میں کوئی تعب نہیں اٹھایا — اس لئے کہ میں تو محض آپ کے کمالات و اوصاف کا راوی ہوں

فلا حمد لی فیما مدحت فاننی — کتبت الذی املت مناقبکم

پس میں اس مدح میں قابل ستائش نہیں اس لئے کہ — آپ کے شمائل و مناقب نے جو مجھ پر املا کرایا وہ لکھ دیا ہے

فدام علینا ظلکم والتفاتکم — وایناسکم باللطف یا ذا التکرم

پس خدا کرے آپ کا سایہ اور نظر التفات کرم — ہم پر ہمیشہ رہے آمین

وتحیی حبیبا انت فی الحب دائما — وفی الجاہ والاعزاز فوق التوہم

اور آپ ہمیشہ حبیب و محبوب ہی رہ کر — مافوق الوہم عز و جاہ میں زندہ رہیں آمین

وعش سالما ما طاف للہ طائف — ببیت عتیق والمقام وزمزم

اور جب تک کوئی اللہ کے لئے بیت اللہ اور مقام ابراہیم — و زمزم کا طواف کرنے والا رہے اس وقت تک آپ سلامت رہیں آمین

انشاھا العبد الضعیف المتلفت لانظارکم المدعو بمحمد ادریس الکاندھلوی

کان اللہ لہ آمین

لہ تذکیر الضمیر بتاویل الاتحاف ۱۲ ؎۲ عفا عنہ ؎۳ التفضیل للترجیح ؎۴ مدیح۔ قصید۔ نشید ؎۵ فواضل فضائل

قصیدۃ مدحیۃ اثنی بہا علی کوکب المجد والعلی صاحب العز والاقبال والحجی الھمام المقدام مدار المہمات الدینیۃ لمملکۃ النظام مولانا حبیب الرحمن خان الشروانی لازال محفوفا بالطاف الربانی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

أهواك بي أم في الفؤاد سعير ... أم طائر قلق يريد يطير

کیا تیری محبت مجھ میں ہے یا دل میں آگ ... یا پرندہ مضطرب اڑنا چاہتا ہے

أرجو الوصال فلا أراك وإنما ... طيف يلم بساحتي ويسير

وصال کی امید کرتا ہوں مگر تجھے نہیں دیکھتا ... یہی خیال مجھ کو جگہہ جگہہ لئے پھرتا ہے

واحرقتاه فلا تطيق صبابتي ... بالله افئدة الورى وصدور

ہائے جلن خدا کی قسم دنیا کے دل اور سینے ... میری آتش عشق کی طاقت نہیں رکھتے

یا غادۃ آسرت قلوب أولي النهى ... يا ظبية خجلت لديك الحور

اے غادہ تونے عقلمندوں کے دل قبضا لئے ... اے ہرنی تیرے سامنے حور شرمندہ ہے

روحي فداك فهل إلى بنظرة ... وتعود أيام مضت ودهور

میری روح تجھ پر قربان کیا میں تجھے ایک نظر دیکھ سکتا ہوں اور گزشتہ زمانہ واپس ہو جائے گا

وافرقتاه فقد تقطع مهجتي ... والعين شاخصة تكاد تغور

ہائے جدائی میری جان نکل گئی اور آنکھیں پتھرا گئیں ۔ گڑنے کے قریب ہو گئیں

بالله رفقا بالمحب ورحمة ... يا من له كل الأنام أسير

خدا کے لئے عاشق پر نرمی اور رحم ہو ۔ اے وہ ذات جس کی تمام دنیا مقید ہے

زُورِی مُحِبًّا فِی هَوَاكَ مُتَیَّمًا وَلَهُ شَهِیقٌ دَائِمٌ وَزَفِیرٌ

اپنے عاشق کی زیارت کر جو محبت میں تیرا غلام ہے اور اس کو ہمیشہ رونا ہے اور غم کی سانس

جَاءَتْ تَبَخْتَرُ فِی الْجَمَالِ كَأَنَّهَا غُصْنٌ تَمِیلُ بِهِ الصَّبَا وَدَبُورٌ

خرام ناز سے آئی حسن میں گویا وہ ایسی نازک شاخ ہے کہ پروا اور پچھوا ہوا اس کو ہلاتی ہے

فَصَعِقْتُ لَمَّا شِمْتُ بَرْقَ جَمَالِهَا وَذَكَرْتُ مُوسَى حِینَ دُكَّ الطُّورُ

پس میں بیہوش ہو گیا جب اس کے برق جمال کو سونگھا اور موسیٰ کو یاد کیا جب طور ریزہ ریزہ ہوا تھا

قَالَتْ رُوَیْدَكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَنَّهُ قَمَرٌ تَبَدَّى فِی الزَّمَانِ مُنِیرٌ

لے ذا الزمان ۱۲

اس نے کہا ٹھیر ٹھیر کیا تو نے نہیں سنا کہ اس زمانہ میں ایک روشن چاند نکلا ہے

زَالَ الظَّلَامُ بِأَسْرِهِ وَتَلَأْلَأَتْ بِحَبِیبِ رَحْمَانٍ سَهَارَنْفُورُ

جس نے تمام ظلمتوں کو دور کر دیا اور چمک گیا حبیب الرحمن سے سہارنپور

فَكَأَنَّنِی لَمَّا سَمِعْتُ بِذِكْرِهِ یَعْقُوبُ لَمَّا أَنْ أَتَاهُ بَشِیرٌ

میں اس کا نام سن کر گویا یعقوب بن گیا جب اس کے پاس خوش خبری دینے والا آیا تھا

فَتَقَشَّعَتْ سُحُبُ الْهُمُومِ وَأَشْرَقَتْ شَمْسٌ أَشِعَّتُهَا نَدًى وَسُرُورٌ

چنانچہ غموں کا بادل پھٹا اور سورج چمکا جس کی شعاعیں سرور اور تازگی بخش تھیں

فَكَأَنَّ حُزْنًا لَمْ یَكُنْ بِی مَرَّةً وَكَأَنَّنِی مُذْ لَمْ أَزَلْ مَسْرُورٌ

پس گویا مجھے کبھی غم ہوا ہی نہ تھا اور گویا میں ہمیشہ سے مسرور تھا

أَعَمُودَ مَمْلَكَةِ النِّظَامِ وَزَیْنَهَا حَاشَاكَ مَا لَكَ فِی الزَّمَانِ نَظِیرٌ

سلطنت نظام کے عمود اور اس کی زینت ۔ نہیں نہیں آپ کا اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں

قَدْ فُتَّ مِنْ رُتَبِ الزَّمَانِ بِرُتْبَةٍ مَا نَالَهَا فِی الْعَالَمِینَ أَمِیرٌ

لے سبقت ۱۲

مراتب زمانہ میں سے آپ اس مرتبہ پر پہونچے جو دنیا میں کسی امیر کو حاصل نہیں ہوا

فَاللهُ اَوْدَعَكَ الْعُلُوْمَ وَحِكْمَةً　　فِيْكَ السَّمَاحَةُ وَالْحِجٰى وَالْخَيْرُ

خدا نے آپ کو علم و حکمت سے بھرپور کیا۔ آپ میں سخاوت ہے عقلمندی ہے اور خیر ہے

وَلَكَ الْفَصَاحَةُ وَالْاِمَارَةُ وَالتُّقٰى　　وَبِكَ الشَّجَاعَةُ وَالنَّدٰى النُّوْرُ

آپ کے لئے فصاحت امارت اور پرہیزگاری ہے اور آپ میں شجاعت ہے سخاوت ہے اور نور ہے

فَلَئِنْ سَئَلْتُ النَّاسَ مَنْ غَيْثُ النَّدٰى　　لَرَاَيْتُ كُلَّهُمْ اِلَيْكَ يُشِيْرُ

پس اگر میں لوگوں سے دریافت کروں کہ تازگی بخش بارش کونسی ہے البتہ میں دیکھونگا سب آپ کی طرف اشارہ کرینگے

وَلَئِنْ سَئَلْتُ النَّاسَ مَنْ لَيْثُ الْوَرٰى　　قَالُوْا الَّذِىْ هُوَ لِلنِّظَامِ مُشِيْرُ

اگر میں لوگوں سے دریافت کروں کہ دنیا کا شیر کون ہے کہیں گے وہ ہی تو جو نظام کا مُشیر ہے

وَلَئِنْ سَئَلْتُ النَّاسَ مَنْ غَوْثُ الْوَرٰى　　قَالُوْا حَبِيْبٌ فِى الْاَنَامِ شَهِيْرُ

اور اگر میں لوگوں سے دریافت کروں کہ دنیا کا فریادرس کون ہے کہیں گے کہ جو دنیا میں حبیب کے نام سے مشہور ہے

طُوْبٰى لِمَمْلَكَةٍ تَكُوْنُ مُدِيْرَهَا　　فَالظُّلْمُ فِيْهَا مَيِّتٌ مَقْبُوْرُ

خوش خبری ہو اس سلطنت کو جس کے آپ حاکم ہوں۔ پس ظلم اُس میں مردہ ہے۔ مدفون ہے

بُشْرٰى لِسُلْطَانٍ تَكُوْنُ صَفِيَّهُ　　فَعَدُوُّهُ بِكَ فِى الْبَلَا مَحْصُوْرُ

بشارت ہو اس بادشاہ کو جس کہ آپ برگزیدہ ہوں پس اس کے دشمن آپ کی وجہ سے مصیبتوں میں مقید ہے

يَشْكُوْ اِلَيْكَ الْعِلْمُ جَوْرَ جَهَالَةٍ　　فِيْهَا بَدَتْ فِى الْمُسْلِمِيْنَ شُرُوْرُ

علم آپ سے جہالت کے ظلم کی شکایت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں فتنے پیدا ہوگئے

قَدْ كُنْتُ فِى الزَّمَنِ الْقَدِيْمِ مُحَبَّبًا　　لِىْ كُلُّ اَفْئِدَةِ الْاَنَامِ اَسِيْرُ

کہ میں گزشتہ زمانہ میں بیحد محبوب تھا۔ مخلوق کے دل میرے مقید تھے

وَالْاٰنَ مُذْ غَلَبَ الْجَهَالَةُ فِى الْوَرٰى　　مِنِّىْ قُلُوْبُ الْعَالَمِيْنَ نَفُوْرُ

مگر اب جب سے دنیا میں جہالت غالب ہوئی۔ دنیا کے دل مجھ سے نفرت کرنے لگے

لِلّٰهِ دَرُّكَ هَلْ تَرِقُّ لِحَالَتِي　　فَلَقَدْ أَتَيْتُكَ وَالدُّمُوعُ بُحُوْرٌ

خدا آپ کا بھلا کرے کیا آپ میری حالت سے متاثر نہ ہونگے میں آپ کے پاس آنسوؤں کے دریا بہاتا ہوا آیا ہوں

لَا زِلْتَ عَوْنًا لِلْعُلُومِ وَأَهْلِهَا　　مَا دَامَ نَجْمٌ فِي السَّمَاءِ يَدُوْرُ

آپ ہمیشہ علم و اہل علم کے مددگار رہیں۔ جب تک ستارے آسمان میں چکر لگائیں

أَقْصِرْ فَقِيرُ عَنِ الْكَلَامِ فَإِنَّهُ　　جَمُّ الْمَحَامِدِ فِي ثَنَاهُ يَسِيرُ

اے فقیر کلام سے رک کیوں کہ تعریفوں کا ایشار اس کی مدح میں تھوڑا ہے

منجانب طلبہ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

۲ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

سپاسنامہ

بگرامی خدمت عالیجناب نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں شروانی سابق صدر الصدور امور مذہبی مملکت نظام ادام اللہ دولتہ

عالیجاہا! آج ہم آپ جیسی بزرگ اور محترم ہستی کو اپنے درمیان دیکھ کر اپنے سینوں میں جذبات مسرت و امتنان کی ایک خاص لہر پاتے ہیں اور ہمارے دل اس وقت انبساط سے معمور ہیں۔ آپ نے ہماری ناچیز درخواست کو قبول فرما کر ہماری جو عزت افزائی فرمائی اس کا شکریہ حد اظہار سے باہر ہے۔

عالیجاہا! آپ کے فضل و کمال ملکی و قومی خدمات، اسلامی ہمدردی و محبت و حسن اخلاق، خلوص و ایثار اور کرم و فیاضی کے متعلق ہمارا کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے، آپ نے شروع سے دار العلوم ندوۃ العلماء کے ساتھ جس خلوص و محبت اور ایثار و خدمت کا نمونہ پیش فرمایا ہے وہ اس کے لئے باعث فخر ہے، آپ نے ندوہ کی ہر چیز سے دلچسپی لی، ندوہ کے ہر اڑے وقت پر کام آئے اور حال ہی میں ندوہ کی مسجد کے سلسلہ میں اپنے گراں قدر عطیہ اور انتھک کوششوں سے ندوہ کے ساتھ اپنی دلی محبت کا اظہار فرمایا ہے، اگر کہا جائے کہ آپ کو ندوہ کے ذرہ ذرہ سے انس و محبت ہے تو شاید بیجا نہ ہو!

عالیجاہا! انجمن الاصلاح طلباء کی مرکزی جمعیت ہے۔ اس کا مقصد طلباء کی دماغی نشو و نما، دینی اصلاح اور اخلاقی بلندی کے لئے سعی و کوشش ہے، اور ساتھ ہی ان میں علمی، و ادبی، اخلاقی اور معاشرتی روح اور آئندہ زندگی کے لئے علمی و عملی جد و جہد کا سلیقہ پیدا کرنا ہے قوم و ملک کے حالات سے آگاہی، سلف صالحین کے کارہائے نمایاں سے باخبری، قوموں کے عروج و انحطاط کے اسباب سے واقفیت، تبلیغ اسلام کا جذبہ، اعلائے کلمۃ اللہ کا ولولہ اور اصلاحِ قوم و ملت کا خیال اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب صحابۂ کرام کی حیاتِ طیبہ، آنحضرت صلعم کی طرزِ تبلیغ، اسلام کی اصلی روح اور قدیم

اقوام کی تاریخ پر وسیع نظر ہو' اور اس کے ساتھ زبان و قلم میں اتنی قوت ہو کہ مافی الضمیر کو خوش اسلوبی کے ساتھ لوگوں کے سامنے اثرانداز میں پیش کیا جاسکے' اس ضرورت کی تکمیل کے لئے انجمن الاصلاح کا وجود بہت کارآمد ثابت ہوا' مقاصد کے لحاظ سے یہ مختلف شعبوں میں تقسیم ہے تقریر وتحریر' عام اور علمی معلومات کے واسطے اردو عربی اور انگریزی اخبارات و رسائل' اور عام مطالعہ وتحقیق کے لئے اردو عربی کی مستند کتابوں کی ایک لائبریری جو تقریباً ایک ہزار کتابوں پر مشتمل ہے انجمن کے سالانہ اخراجات دو ڈھائی سو ہیں' مستقل آمدنی ایک سو سے کچھ زیادہ ہو آمدنی کی بقیہ کمی پوری کرنے کے لئے ہماری جدوجہد برابر جاری رہتی ہے' دارالعلوم جیسے علمی ادارہ کے لئے اس قسم کی علمی ادبی اور اجتماعی انجمن کی جو ضرورت ہے اس کا احساس ہم سے آپ کو زیادہ ہوگا' اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے پیش رو حضرات نے اس کو قائم کیا تھا' اگرچہ سرمایہ کی قلت کی وجہ سے ہم اسے پورے طور پر کامیاب نہ بنا سکے لیکن اپنی بساط کے مطابق اس کو ترقی دینے میں اپنی ناچیز کوشش صرف کر رہے ہیں۔

آخر میں آپ کی تشریف آوری اور زحمت فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی اس طرح ہماری گزارشوں کو شرف قبولیت بخشا جائے گا۔

ہم ہیں آپ کے خادم اراکین جمعیۃ الاصلاح

سید انوار احمد (ناظم) فضل اللہ فاروقی (نائب ناظم) ہارون جعفری' عبدالحفیظ' مطیع الرحمٰن' محمد عزیز مہدی' عزیز احمد' مشتاق احمد' عبداللطیف' عبدالکافی حشمت اللہ' نورالکبیر' اعجاز احمد' محمد شریف' خادم حسین (اراکین جمعیۃ الاصلاح)

تمت